تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا تجعلوا لہ ۱

۱۲ ۹۳

گفتگوی مذہبی

۱۲ ۹۳

جو بمقام شاہجہانپور ہندو مسلمان و عیسائیونکی علمائیکی ۔ یعنے

واقعہ میلہ خداشناسی

۱۲ ۹۳

مطبع ضیائی میرٹہ میں باہتمام طالب النجات محمد حیات چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ نتائج فکر جناب مولوی عبد الحکیم صاحب المتخلص بہ حکیم رئیس میرٹھ

خلق اندر راه او سرگشتہ اند
نیست رہ الا بسلطان الہدیٰ

از زمین تا آسمان سبز فام
جملہ بر یکتائیش آمد گوا

این زن و بابا کہ مر مخلوق ست
بر نتابد ذات پاک کبریا

غیرت حق ساختش مصروف غم
آنکہ عیسیٰ را ہمے داند خدا

[illegible] جیدان کلام
منکر گوید ہکذا و ہکذا

نعرہ توحید برق خاطف ست
بر خس و خار ہی کہ زد کردش فنا

الله الله شہسواران توحید
چابک اند این گوی این میدان جلا

در رہ تحقیق مرکب راندہ اند
سابقون السابقون در منتہا

این ز مولانا محمد قاسم ست
رمز توحید ہی صفا اندر صفا

تا بگفتا این سخن در انجمن
رفت در دلہا ز راہ گوشہا

مشرقی و مغربی گشتہ بہم
بر سماع این حدیث دلکشا

آنچنان تثلیث را افسردہ اند
جانش از قالب برآمد بر ملا

چون برآمد جان تثلیث ای حکیم
انتہوا خیراً لکم آمد ندا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان پر آفتاب و چشم ہا کور ۔ جہان پر از حدیث و گوش ہا کر ۔ خدای جل جلالہ کی توحید کا نعرہ
ابتدا سی بلند ہوا ہی اور یہہ ہی ایک چیز ہی کہ انتہا تک جسکا زور و شور ایک جہان کی لوگون کو زندہ کرتا ہے
رہیگا شیدایان توحید کی پیشرو اور اس منزل یکتائی کی رہنما تو ہر زمانہ مین ہوتی رہی لیکن آخری
وہ پیغمبر تھی جسنی توحید کا ڈنکا بجایا اور ہر نسل انسان مین خدا پرستی کا سکہ بٹھایا اور اس سری سی
اوس سری تک دنیا کو خواب غفلت سی جگایا اوسکی حقیقت اور سچائی کا اعتراف بہی ایسا ہی واجب
ہی جیسا کہ توحید کا اقرار ہر قلب سلیم اور عقل مستقیم کے لئی ایک امر وجدانی ہی مگر بعض آنکھون کے
لئی عینک درکار اور بعض کانون کی واسطی بانگ بلند کی بہی احتیاج ہوتی ہی ۔ پس یہہ کب ہوسکتا ہے
کہ وہ روحانی عینک اور حقانی بانگ جسنی کانون کو سماعت آنکھون کو بصارت عقل کو بصیرت
دلکو بشارت بخشی ہی مشتاقان تحقیق اور آرزومندان تدقیق کی روبرو پیش نکیجاوی لہذا بندہ
گنہگار راجی مغفرت پروردگار **محمد ہاشم علی** مہتمم مطبع ہاشمی میرٹھہ اور
طالب نجات **محمد حیات** مہتمم مطبع ضیائی میلہ خداشناسی کی مفصل کیفیت طالبان حق اور حق
پرستان کی غرض کی خدمت مین راست راست بی کم و کاست عرض کرتی ہین مگر بعض مضامین مجمل کو
لفظ یعنی وغیرہ سی تفسیر کرکے سہولت فہم ناظرین کی لئی مفصل لکھدیا ہی ۔ وہو ہذا ۔ پادری نولس
صاحب انگلستانی پادری شاہجہانپور اور منشی پیارے لال کبیر پنتھی ساکن موضع چاندا پور متعلق
شہر شاہجہانپور نی مکرر سنہ ۱۸۷٦ع مین ایک میلہ بنام میلہ خداشناسی موضع چاندا پور مین جو شہر
شاہجہانپور سی پانچ چھہ کوس کی فاصلہ پر لب دریا واقع ہی مقرر کیا اور تاریخ میلہ ۷ مئی ٹھہرائی
اور اشتہار اس مضمون کی اطراف و جوانب مین بہجوائی غرض اس میلہ کی اوسکی نام ہی سی معلوم ہو گئی

ہوگی مگر بنظر مزید توضیح ہم بہی عرض پرداز ہین کہ اصل غرض تحقیق مذہبی تہی ورنہ منشا اشتہار کا یہہ تہا
کہ ہر مذہب کے آدمی آئین اور اپنی اپنی مذہب کے دلائل سنائین تفصیل قواعد آگی معلوم ہوگی بالفعل یہہ
عرض ہی کہ راویان صادق کی فرمانی سی یہہ معلوم ہوا کہ مولوی محمد قاسم صاحب ساکن نانوتہ ضلع سہارنپور کو
اونکی بہائی مولوی محمد منیر صاحب مدرس مدرسہ سرکاری بریلی نی مولوی الہی بخش عرف مولوی رنگین
بریلوی کیطرف سی جو رد نصاری مین شب و روز سرگرم رہتی ہین اس اشتہار کی اطلاع دی اور
یہہ لکہا کہ آپ بہی وقت مقرر پر ضرور آئین اوسوقت تو مولویصاحب نی یہی لکہہ بہیجا کہ ابہی کچہہ
کہہ نہین سکتا مگر بوجہ دوراندیشی مولوی محمد منیر صاحب سی اسباب کی خواستگار ہوی کہ کیفیت
مناظرہ اور محل نزاع سی اطلاع دیجی اسکا جواب کچہہ نہ آیا تہا کہ ایک خط شاہجہانپور سی بہی
باستدعا شرکت آیا اوس خط کی پہنچتی ہی مولوی صاحب اپنی وطن سی پیادہ روانہ ہوئی اور دیوبند
مین ایک شب قیام کر کی آگی کا رستہ لیا مظفرنگر اور میرٹہہ مین ایک ایک شب رہکر دہلی پہنچی مولوی محمد منیر
صاحب کا جواب وہین پہنچا اونہون نی بحوالہ مولوی عبدالحی صاحب انسپکٹر پولیس شاہجہانپور کچہہ ایسا
لکہا تہا کہ یہہ قصہ بی اصل ہی علما کی آنی کی حاجت نہین اسپر گو ارادہ سست ہوگیا مگر بنظر احتیاط
ایک خط شاہجہانپور کو لکہا کہ آپ بلاتی ہین اور مولوی محمد منیر صاحب یون لکہتی ہین اسلئی تردد ہی
آپ مفصل لکہیی اسکی جواب مین ۴ مئی کو اول تو ایک تار برقی آیا جسکا مضمون قریب شام یہہ معلوم
ہوا کہ ضرور آئیی اور اوسکی بعد ایک خط پہنچا جسکا مضمون یہہ تہا کہ مولوی عبدالحی صاحب کو غلطی ہوئی
آپ آئین اور مولوی سید ابوالمنصور صاحب کو ساتہہ لائین کیونکہ پادری نولس صاحب کو جو بڑی لسان اور
معتبر ہین یہہ دعوی ہی کہ بمقابلہ دین عیسوی دین محمدی کی کچہہ حقیقت نہین اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے
ارادہ کیا اور ۵ مئی کو بعد عشا معیتہ مولوی فخرالحسن صاحب ساکن گنگوہ ضلع سہارنپور و مولوی محمود حسن
صاحب ساکن دیوبند ضلع سہارنپور و مولوی رحیم اللہ صاحب ساکن بجنور ریل پر پہنچی ادہر سی حسب
وعدہ مولوی سید ابوالمنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ اہل کتاب بمعیتہ مولوی سید محمد علی صاحب
دہلوی و میر حیدر علیصاحب دہلوی تشریف لائی اور سب اول ملکر گیارہ بجی کی ریل مین سوار ہوکر

روز شنبہ ۶ - مئی کو بعد عصر شاہجہانپور پہنچے مولوی صاحب نے انکو چھپانا چاہا اور یہہ ارادہ
کیا کہ رات کو سرائے مین گذر کر لو علی الصباح مجلس مناظرہ مین جا بیٹھینگے غرض مولوی
صاحب سب ساتھیونکو چھوڑ کر مولوی محمود حسن صاحب جنکو اپنے ہمراہ لیکر چپکے سے شہر کو ہولئے قصہ مختصر رات کو
ایک سرائے مین آرام فرمایا مگر ایک دو شخص کو خبر ہو ہی گئی قریب دو بجے رات کے سرائے
مین جاکر مولوی صاحب کو جا گھیرا اسپر اصرار ناچار مولوی صاحب اونکے مکان پر تشریف لیگئے
یہہ مناظرہ مقررہ خاص شاہجہانپور مین نہ تہا بلکہ ایک گانون چاندا پور جو شاہجہانپور سے
۵ یا ۶ میل کے فاصلہ پر ہے وہان مناظرہ مقرر ہوا تہا اور بانی اس مناظرہ کے وہی
منشی پیارے لعل جو دولتمند اور وہانکے رئیس ہین تہے کہتے ہین کہ سبکو کہانا اور خیمے وغیرہ
اونہین کیطرف سے ملی تہی - بالجملہ مولوی صاحب صبح کی نماز پڑہکر پاپیادہ ہی چاندا پور مین جا پہنچے
خیمے پہلے سے قائم ہوگئے تہے اور مولوی محمد طاہر صاحب عرف موتی میان رئیس شاہجہانپور جو
[illegible] صاحب کی اولاد مین سے ہین جو مشاہیر علماء ہند مین سے تہے اور بالفعل عہدہ انریری
مجسٹریٹی پر ممتاز ہین - سرکار کیطرف سے مہتمم مقرر ہوئے تہے اور ایک خیمہ عظیم و وسیع مین یہہ
مجلس منعقد ہوئی اسطرح کہ بیچ مین ایک میز رکہی گئی اور اوسکے دونون جانب آمنے سامنے
کرسیان و بنچین بچہ گئین ایکطرف پادریان عیسائی اور مقابلہ مین علماء اہل اسلام بیٹھ گئے اور
بین الصفین میز کے سامنے موتی میان صاحب قلمدان و کاغذ لیکر بیٹھ گئے اور قواعد مناظرہ
لکہے اور بعض سوال و جواب علی سبیل الاختصار اور سوا اسکے بعض امور دیگر بہی رئیس
مہتمم قلمبند کرتے جاتے تہے - منجملہ شرائط مناظرہ کے یہہ امر ہے کہ ہر ایک فریق اپنا وعظ
دربارہ حقیت اپنے مذہب کے کہڑا ہوکر بیان کرے بعدہ فریق ثانی اوسپر اعتراضات کرے
اور مدت مناظرہ پہلے سے دو روز مقرر تہی مگر شروع مناظرہ سے گہڑی دو گہڑی پیشتر بوجہ اصرار مولوی
محمد قاسم صاحب پادری صاحب نے بشرط تسلیم منشی پیارے لال تین روز کے مناظرہ کا وعدہ کرلیا تہا
اور مدت وعظ کے ۱۵ منٹ اور سوال و جواب کے ۱۰ منٹ قرار پائے اور جب تک کہ ایک شخص

اپنی تقریر پوری کرکے جب بیٹھ چکے تب تک دوسرا شخص اوسکے کلام کی تردید یا تائید کرتا
ہے - اگرچہ اس امر مین مولوی محمد قاسم صاحب نے بہت چاہا کہ مدت دو دن اور بڑہائی جاوے اور یہہ بھی
فرمایا کہ اتنے عرصہ مین حقیقت مذہب کی حقیقت ثابت نہو سکیگی - مگر عیسائیون نے نمانا - اور اگرچہ
بظاہر مناظرہ کرنیوالے تین فریق قرار پائے تھے مسلمان - عیسائی - ہندو - مگر در حقیقت
اصل گفتگو مسلمان اور عیسائیون مین تہی - قصہ مختصر اول منشی پیارے لال صاحب کبیر پنتہی جو
بانی مبانی جلسہ تہے کہڑے ہوئے اور ایک تحریر پڑہی جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ میان کبیر نے کنول کے
پہول مین جنم لیا اور اونکے پنتہ مین جاگتے سوتے برابر سانس چلتا رہتا ہے شاید یہہ
مطلب ہو کہ ہردم ذکر خدا رہتا ہے اسپر اہل اسلام کیطرف سے اول تو مولوی محمد طاہر صاحب
عرف موتی میان رئیس اعظم شاہجہانپور نے جو منشی جلسہ بہی تہے یہہ پوچہا کہ کنول کے پہول سے آپکی
کیا مراد ہے اوسکے جواب مین شاید اونہون نے یہی کہا کہ یہی پہول ہوتا ہین اوسکے بعد
مولوی نعمان خان صاحب نے یہہ ارشاد فرمایا کہ امور باطنہ سے افضلیت مذہب پر استدلال نہین
ہو سکتا یعنے طالب حق کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پنتہ مین یہ بات ہے اور آپ
کیونکر انکار کر سکتے ہین کہ اورون مین یہ بات نہین سوا ان دونون صاحبون کے منشی صاحب
کی تقریر کو کسی نے اہل اسلام مین سے قابل التفات نہین سمجہا نہ دعوے مسموع ہونے کے قابل نہ
دلیل سننے کی لائق اور نہ یہہ یاد پڑتا ہے کہ کوئی پادری اونسے الجہا ہو ہان بعض ہنود
جو اور پنتہ کے تہے منشی صاحب سے کچہہ الجہتے رہے جسکا حاصل طرفین سے بجز سامعہ خراشی اور
کچہہ نہ تہا سو تہوڑی دیر کے بعد اس قصہ سے تو فراغت ہوئی اور اوسکے بعد بڑے پادری صاحب
کہڑے ہوئے نام اونکا بعض اشخاص نے پادری نول صاحب اور بعض نے پادری نولس صاحب بتلائے
تہے قوم سے انگریز تہے غرض پادری صاحب نے کہڑے ہوکر اپنے مذہب کی حقیقت اور انجیل کے
حق ہونے مین ایک تقریر طویل بیان کی حاصل اوس تقریر کا اپنی یاد کے موافق یہہ ہے کہ خدا
ایک ہے اوسکا دین بہی ایک ہی ہونا چاہئے اسلئے یہہ ضرور ہے کہ وہ دین سبکو پہونچایا جائے

اور اوسکے قوانین اور احکام سبکو تعلیم کیے جا ہین کیونکہ احکام سلطانی اوسکے تمام
قلمرو مین جاری کیے جاتے ہین اشتہار ہر گلی کوچہ تہانہ چوکی مین لٹکائے جاتے ہین اور
منادی والے ہر کسیکو سناتے ہین مگر ادہر دیکہتے ہین تو سوا انجیل و کتب مقدسہ
اسطرح کی اشاعت کسی کتاب مین نہین پائے جاتے کہ سبکو پہنچائی گئی ہو و سوا ڈہائی
سو زبانون مین اسکا ترجمہ ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ اسصورة مین ہر کسیکو اوسکے سمجھہ
لینے کی گنجایش ہے علاوہ برین ہمارے مذہب مین مثل محمدیان بزور شمشیر کسیکو اپنے دین
مین شامل نہین کرتے بلکہ پیار سے محبت سے لطف سے نرمی سے نرم کرکے اپنی طرف
کہینچتے ہین حاصل تقریر پادری صاحب تمام ہو چکا۔ اسکے بعد کی سنیے پادری صاحب تو بیٹھے
ادہر مولوی لقمان خانصاحب بن لقمان خانصاحب قندہاری جو کبہی عہد دولت لکہنو مین سرکار
لکہنو کے سوار و نمین نوکر تہے اور بالفعل اٹاوہ مین رہتے ہین کہڑے ہوئے عمر کو دیکہیے تو
ساٹہہ ستر کے بیچ باتو نکو سنیے تو خوش طبعی مین جوانونکو بہی مات کرین شدہ شدہ ظریفانہ
تحصیل ادبی گلستان پر شب و روز بجز رد نصارے اور کام نہین اپنے آپکو وکیل سرکار
بتلاتے ہین اور یہی عبارة اونکی مہر مین کندہ ہے اونکی تصانیف درباب رد نصارے
بسنی تقریر کی دلچسپی کا کیا عرض کیا جائے ایک قطعہ بعض تصانیف کے اول مین اونہون
نے لکہا ہے اوسکے دو شعر یاد ہین ۔ درِ فیض محمد وا ہے آئے جسکا جی چاہے ٭
نہ آئے آتش دوزخ مین جائے جسکا جی چاہے ٭ معاذ الله فرزند خدا کہتی ہو عیسی کو ٭ تو دادا کون ہے اونکا بتائے جسکا جی چاہے
یہی دو شعر اونکی لیاقت اور طرز تقریر اور انداز ظرافت کے بیان کے لیے کافی ہین۔
القصہ خانصاحب وکیل سرکار ابد قرار صلی الله علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور ایک دو ورقہ چہپا ہوا
جو غالبًا شمس الاخبار کا پرچہ تہا نکالا اور جہوم جہوم کر پڑہنا شروع کیا حاصل اونکی تقریر کا
جسقدر یاد ہے یہہ ہے کہ پادری ہنری نارمن صاحب جنکی خوش بیانی کی واعظان نصاری کے
مین دہوم تہی بتوفیق یزدانی مسلمان ہوئے اور مشرف باسلام ہوکر امریکا مین تشریف لیگئے

اور بجائے انجیل اب قرآن کی منادی کرتے ہین (غرض قرآن شریف بہی تمام عالم
مین شائع ہوگیا انجیل ہی کی کیا خصوصیت ہی) دوسرا ایک اور محقق انگریز کا ذکر
کیا تہا جنکا نام ونشان مجکو یاد نہین اغلب یہہ ہی کہ ہو توٹی بیلی صاحب ہو اونکی
حوالے سے بیان کیا کہ فلانی واقعہ مین انجیل عالم سے نیست ونابود ہوگئی (یعنی درصورت
گم گشتگی انجیل کیونکر کہہ دیجے کہ یہہ ترجمے اوسکے ہین ہان یہہ بات قرآن شریف مین
پائی جاتی ہے کہ اصل بجنسہ آجتک موجود ہے اور پہر جسقدر اہل اسلام عالم مین پہیلے
ہوئے ہین اسقدر کسی دین والے عالم مین اسطرح سے پہیلے ہوئے نہونگے اسلئے اگر یون کہیے
تو بجا ہے کہ چار سو مین قرآن شریف کی اشاعت ہوگئی قرآن شریف تمام اہل اسلام کے
پاس بکثرت ہر جگہہ اوسکے سمجہنے والے اور سمجہانے والے موجود اشاعت عام اسے
کہتے ہین فقط ترجمونکی کثرت سے کیا ہوتا ہے) پادری نوبس صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا
کہ پادری ہنری مارٹن اگر مسلمان ہوگئے تو کیا ہوا اور سب انگلستان والے عیسائی
ہین اور جس شخص نے انجیل کے گم ہوجانیکا دعوے کیا ہے وہ ایک شخص ملحد بے دین ہے
اوسکا قول ہمارے نزدیک مسلم نہین ۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچہا تم اس واقعہ کو
تسلیم نہین کرتے پادری صاحب نے فرمایا ہم تسلیم نہین کرتے) لیکن ارباب فہم کو معلوم ہوگا
کہ تاریخ مشار الیہ کا پادری صاحب کے نزدیک غلط ہونا گو پادری صاحب کے حق مین دربارہ
بربادی دین عیسوی منکت نہو سکی چنانچہ اسیلیے مولانا نے یہہ فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک یہہ
خبر غلط ہے تو آپ پر اعتراض گم شدگی انجیل واقع نہین ہوسکتا مگر اسمین بہی اہل فہم کو
شک نہوگا کہ دعوی حقیۃ انجیل وحقانیۃ دین عیسوی کا ثبوت بہی معلوم پادری صاحب کا
جب یہہ دعوی ہو کہ انجیل کتاب آسمانی ہے اور اوسکے ثبوت مین تقریر مذکور پیش کیجاتی تو
پہر پہلے شک یہہ خبر سامع کے حق مین کم سے کم موجب تردد ہوگی پادری صاحب کے پاس
کیا دلیل ہے کہ ہم صحیح کہتے ہین اور مورخ مذکور غلط کہتا ہے بلکہ شہرۂ انصاف وتحقیق ہو رہی

یورپ خصوصًا انگلستان اس خبر کی صداقت کا بہت بڑا قرینہ ہے اور مسلمانون کو
دعوی تحریف کے لئے جسپر خوبی مضامین مندرجہ بائبل شاہد ہے یہہ خبر منجملہ مزید برہان
ہے اسکے بعد مولوی میر احمد حسن صاحب دیٹھرا اور یہہ فرمایا کہ اگر کتاب آسمانی اور دین آسمانی
کیلئے یہہ ضرور ہے کہ تمام عالم مین شائع ہوا کرے تو حضرت عیسی علیہ السلام کا یہہ قول
غلط ہوگا کہ مین فقط بنی اسرائیل کے گم شدہ بھیڑیون کیلئے آیا ہون پادری صاحب اسکے جواب
مین معقول کی طرف دوڑے اور ایسی نامعقول بات فرمائی کہ اس سے سکوت ہی فرماتے تو
بہتر تھا فرمانے لگے ہان یہہ سچ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خاص بنی اسرائیل ہی کے لئے
آئے تھے مگر جہان خاص ہوتا ہے وہان عام بھی ہوتا ہے اور ہاتھہ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے
فرمانے لگے دیکھو یہہ لکڑی ہی اور لاٹھی بھی ہے لکڑی عام ہے اور لاٹھی خاص اور اسکی تائید
مین ایک دیسی پادری صاحب بیٹھے بیٹھے بولے یہہ بات تو شرح تہذیب مین بھی لکھی ہے
مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ آپ کی تہذیب دانی بھی اب کوئی دم مین معلوم ہوئی جاتی ہے
اہل فہم کو دعوے اور دلیل کے انطباق ہی سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہوگی کہ پادری صاحب
کو کچھہ جواب نہ آیا اور اس بات کے لئے جواب کی حاجت نہتھی مگر تسپر بھی مولوی احمد علی صاحب
ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کھڑے ہوے اور یہہ فرمایا کہ عام و خاص مین اگر تلازم
وجودی ہے تو کیا ہوا عام و خاص کے احکام جدے جدے ہوتے ہین انسان عام ہے اوسکے
احکام اور ہین زید خاص ہے اوسکے احکام اور ہین ایسے افراد انسانی مین سے کوئی مومن ہے
کوئی کافر ہے کوئی محمدی ہے کوئی نصرانی کوئی خوش اخلاق ہے کوئی بداخلاق کوئی مرد
ہے کوئی عورت کوئی نیک ہے کوئی بد کوئی مرد میدان ہے کوئی نامرد کوئی سخی ہے کوئی
بخیل ایک کے مومن یا کافر یا محمدی یا نصرانی ہونے سے سارے انسان مومن یا کافر
یا محمدی یا نصرانی نہین ہوسکتے علے ہذا القیاس اور سمجہہ لیجے اگر عام خاص کے احکام ایک ہی ہوا
کرتے تو سب افراد انسانی ساری باتون مین ایک ہی سے ہوتے) اسکے بعد جناب مولوی سمید

ابو المنصور صاحب جو واقعی امام فن مناظرہ اہل کتاب ہین اور رد انصاری مین اپنا
نظیر نہین رکہتے کہڑے ہوے اور یہہ فرمایا کہ اگر ترجمونکی کثرت بقدر مذکور انجیل کے آسمانی کتاب
ہونیکی دلیل ہے تو یون کہو اٹہاروین صدی سے پہلے پہلے انجیل کتاب آسمانی نہ تہی اٹہاروین
صدی مین یہہ شرف انجیل کو میسر ہوا کیونکہ اٹہاروین صدی مین ترجمونکی یہہ کثرت ہوئی ہے
اور اگر اسپر بہی اول ہی سے انجیل کتاب آسمانی ہے تو یہہ بات ہر کتاب کی نسبت اوسکی
اٹہاروین صدی مین متصور ہے اسکے جواب مین پادری صاحب نے بجز اسکے اور کچہہ نہ فرمایا
کہ ہان ترجمونکی کثرت تو اٹہاروین صدی ہی مین ہوئی ہے پر اٹہاروین صدی سے پیشتر
بہی آخر کسیقدر ترجمے تہے ہی سو یہہ جواب کیا ہے اعتراض کی صحت کا اقرار ہے۔ اسکے بعد
مرزا موحد صاحب جالندہری جو ایک مرد مہذب ہین اور فن مناظرہ اہل کتاب مین
عمدہ دستگاہ رکہتے ہین کہڑے ہوے اور پادری صاحب سے یہہ پوچہا کہ انجیل کی اشاعت
جسکا آپ نے دعوے کیا ہے اوس سے کونسی اشاعت مراد ہے روحانی یا جسمانی شاید یہہ
غرض ہوگی کہ اگر اشاعت جسمانی مراد ہے تو وہ تمہارے نزدیک مسلم نہین موافق خیالات
پادریان حضرت عیسی علیہ السلام کے دین مین احکام جسمانی کا پتا ہی نہین اور اگر اشاعت روحانی
مراد ہے تو اوسکا بہی نصرانیون مین کہین نشان نہین اگر عیسائیون مین حضرت عیسی علیہ السلام کا
روحانی اتباع ہوتا تو موافق ارشادات عیسوی عیسائی ضرور اوس قسم کے کام کرسکتے جو
حضرت عیسی علیہ السلام کرسکتے تہے پادری صاحب نے ایسا یاد پڑتا ہے اشاعت روحانی کا
اقرار کیا پہر یاد نہین مرزا موحد صاحب نے کیا فرمایا اسکے بعد اہل اسلام کے وعظ کی نوبت آئی۔
اسکام کو اور صاحبون نے مولوی محمد قاسم صاحب کے سپرد کیا گو بوجوہ چند مولوی صاحب کا
ارادہ نہ تہا کہ خود کچہہ کلام کیجے مگر جب سب نے یہی کہا تو کہڑے ہوگئے اول خدا کی تعریف اور اپنے
عجز و نیاز کی مضامین اور کلمہ شہادۃ جو اکثر اہل اسلام کے خطبون کے شروع مین ہوا کرتے ہین بیان
فرمائے اوسکے بعد ایک تقریر بیان فرمائی جسکا حاصل یہہ تہا کہ مذہب کی بہلائی برائی

حقانیۃ بطلان عقائد کی بہلائی برائی حقانیت بطلان پر موقوف ہے احکام کی بہلائی
برائی کو اوسمین دخل نہین کیونکہ بحیثیت حکومت حاکم کو ہر قسم کی احکام کا اختیار ہوتا ہے
اگر ہر قسم کے احکام کا اختیار نہوا کرے یعنی ہر قسم کے احکام اوس سے بمقابلہ رعیت و محکومین
صادر نہو سکین تو وہ حاکم نہین محکوم ہے برے احکام کی تخصیص بحیثیت عدل و انصاف
و رحمت و فضل و متانت و حکمت وغیرہ اوصاف جلیلہ ہوتی ہے بنظر حکومت نہین ہوتی اور
ظاہر ہے کہ بناء معبودیت فقط حکومت پر ہے عبادت اطاعت اور نیاز قلبی کو کہتے ہین
بشرطیکہ اوسکے سامنے ہو جسکو اپنے اعتقاد مین ہر طرح سے مختار اور اپنے کو اوسکے سامنے
محض بے اختیار سمجھے سو ظاہر ہے کہ اسیکو حکومت کہتے ہین غرض منشا معبودیت معبود
حقیقی اوسکی حکومت عالیہ ہے جسکے سبب وہ احکم الحاکمین کہلایا اس صورت مین اسکا
تجسس کہ یہہ حکم اچھا ہے یا برا ہے مقتضاء اخلاص عبادۃ نہین گو اوسکا کوئی حکم مخالف
رحمت و حکمت وغیرہ اوصاف مشار الیہا نہو اگر تجسس ضروری ہے تو اسبات کا تجسس ضروری
ہے کہ یہہ حکم خداتعالی کا حکم ہے کہ نہین - یعنی یہہ بات دیکہنی چاہیے کہ جس نبی ہو وہ و
رسالت کے وسیلہ سے یہہ حکم ہم تک پہونچا ہے اوسمین اخلاق و افعال پسندیدہ او معجزات خارقہ
پائے جاتے ہین یا نہین پہر اگر وقت ارشاد احکام ہمکو اوسکی زیارت میسر نہین آئی تو جس روایت
سے یہہ احکام پہونچے وہ روایت معتبر او مقرون بشرائط اعتبار ہے کہ نہین علاوہ برین احکام
کا کوئی انتہا نہین ہر ہر حکم کی تحقیق کیجیے تو ایک زمانہ دراز چاہیے بندرہ منٹ کے عرصہ
مین یہہ بات متصور نہین ہان فقط عقائد پر اگر حقیۃ مذہب کو موقوف رکہا جاے تو بجا ہے کیونکہ
اول تو عقیدہ ایک قسم کی خبر ہوتا ہے اگر صحیح عقیدہ ہے تو یون کہو مطابق واقع ہے اور
غلط ہے تو یون کہو ایک جہوٹی بات ہے سو خدا کی حکومت اور اوسکا احکم الحاکمین ہونا اور
وہ باتین جو حکومت کو لازم ہین اگر مسلم ہونگی تو اوسکا معبود ہونا بہی مسلم ہوگا ورنہ معبود ہونا
بہی مسلم نہوگا جو بندون کے ذمہ اطاعت لازم ہو پہر اوسپر عقائد ضرورہ ہر مذہب مین دو چار ہی ہوتے ہین

ایسا لمبا چوڑا قصہ نہین ہوتا جسکی تحقیق دشوار ہو مگر عقائد کی روسے دیکھیے تو مذہب اسلام سارے
مذہبون سے عمدہ معلوم ہوتا ہے اہل اسلام کا پہلا عقیدہ جسپر بنا اسلام ہے یہہ ہے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکے یہہ معنی ہین کہ سوا اللہ تعالے کے کوئی لائق عبادة نہین
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے بھیجے ہوے ہین سو اول جملہ جسکا خلاصہ توحید ہے
کسی ملت اور مذہب والونکو اوس سے انکار نہین زیادہ تر منکر توحید مشرک ہوتے ہین اونمین سب مین
بڑھکر تین فرقے ہین ایک تو جاہلان عرب یعنی قبل بعثة محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ عرب مین تھے
دوسرے ہنود ملک ہند تیسرے عیسائی لوگ جاہلان عرب کی سنیے باوجود کثرت شرک وبت پرستی
خالق زمین وآسمان ایک خدا ہی کو سمجھتے ہین چنانچہ قرآن شریف مین اونکے حال مین فرماتے
ہین لئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله جسکے یہہ معنی ہین کہ اگر تو اونسے پوچھے کسنے
پیدا کیا ہے آسمانون و زمینونکو تو یون ہی کہین کہ اللہ نے اور ہنود کی کیفیت پوچھیے تو اونکو
بھی ایسا ہی سمجھیے وہ گو بت پرست اور اوتارونکے پوجنے والے ہین پر جو لوگ سروپا و سرنکار
ایک ہی کو کہتے ہین ۔ رہے نصرانی وہ اگرچہ شرک مین سب سے اول نمبر مین اور شرک تو شرک
صفات مین ہے پر نصرانی مشرک ذات مین یعنی ذات کے مرتبہ مین تین خدا اونکے قائل ہین لیکن
باینہمہ توحید کو اونہونے بھی ہاتھ سے نہین چھوڑا وہ کہتے ہین کہ جیسے ہمارے نزدیک حقیقت
مین تین خدا ہین ایسے ہی وہ تینون حقیقت مین بھی ایک ہی ہین القصہ اونہون نے محال کو اختیار
کیا کہ وحدت بھی حقیقی ہو اور کثرت بھی حقیقی ہو مگر پھر بھی توحید کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ توحید سے کسیکو انکار نہین بلکہ اصل اصول سبکے نزدیک وہ توحید ہی ہے اور جب توحید مسلم
اور اصل ٹھہری تو پھر جو باتین مخالف توحید ہونگی وہ خود غلط ہونگی یعنی شرک اور بت پرستی
اور کثرت معبودان اپنے آپ غلط ہونگی علاوہ بریں عقل سلیم بھی اسپر شاہد ہے کہ معبود حقیقی
ایک ہی ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ تمام عالم وجود مین شریک ہے ایک لفظ موجود سب پر بول سکتے
ہین اور سبکے وجود کو وجود ہی کہتے ہین کچھ اور نہین کہتے غرض ایک چیز سب مین مشترک ہے

پہر اوسپر عالم کا یہہ حال ہے کہ اکثر موجودات قدیم نہین حادث ہین ایک زمانہ مین موجود
نہ تہے اور بعد وجود ایک زمانہ مین معدوم ہو جاتے ہین اس سے یون معلوم ہوتا ہے کہ اون
اشیا کا وجود ایسا ہے جیسا گرم پانی کی حرارة اور زمین کی روشنی یعنی ایک زمانہ مین پانی
ٹہنڈا اور زمین بے نور تہی اور بعد حرارت و نور پہر ایک زمانہ مین وہی ٹہنڈک و اندہیرا ہے
سو جیسے اس آمد و شد حرارة و نور سے ہر کوئی یہہ سمجہتا ہے کہ حرارة و نور آب و زمین کی خانہ
زاد نہین کسی سے مستعار ہین جسکے یہہ خانہ زاد ہین اور اس پتے پر آخر آتش اور آفتاب کا
سراغ نکل آتا ہے ایسا ہی بوجہ آمد و شد وجود اشیاء حادثہ یہہ سمجہہ مین آتا ہے کہ وجود
انکا خانہ زاد نہین کسی نے مستعار عنایت کیا ہے اور ہمین یہہ وصف خانہ زاد ہے مستعار
نہین اور جو موجودات ایسے ہین کہ ہمیشہ سے ایک حال پر چلے آتے ہین اور کسی نے آج
تک اونکا زمانہ عدم نہین دیکہا جیسے زمین آسمان آفتاب قمر کواکب تو گو بظاہر اس تقریر
سے اونکے لئے کسی معطی وجود کا پتا نہین لگتا پر غور سے دیکہیے تو وہان بہی یہی بات عیان
ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ باوجود اشتراک وجود ہر ایک کے حقیقت کو ہر کوئی جدا سمجہتا ہے
یہہ نہو تو ایک کو دوسرے سے تمیز نکر سکتے اسلئے خواہ مخواہ یہہ کہنا پڑیگا کہ وجود اور چیز ہے اور
اشیاء مذکورہ کے حقیقة اور چیز ہے اور ظاہر ہے کہ دو چیزونکا جیسا اجتماع ممکن ہے ایسا ہی
اونکا افتراق بہی ممکن ہے اور جدائی ممکن ہوئی تو پہر خانہ زادی کہان ناچار ہو کر یہی
کہنا پڑیگا کہ اونکا وجود بہی مستعار ہے مگر چونکہ ہر مستعار چیز کے لئے ایک ایسے دینے والے
کی ضرورت ہے جسکے پاس کسیکی دی ہوئی نہو بلکہ اصلی ہو تو بالضرور وجود مستعار کے لئے
بہی کوئی دینے والا ہوگا یعنی وجود کے لئے کوئی موصوف اصلی ہوگا جو خود بخود موصوف
بوجود ہو سو وہی خدا ہے اور اوسیکو بے نیاز مطلق کہنا چاہئے اوسکو کسیکی
[illegible] نہ ہون اور سبکو اوسکی حاجت ہے مگر یہہ بہی ظاہر ہے کہ اس قسم کا موجود سوا ایک کے
نہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب وجود کی وحدت مانی گئی چنانچہ اوپر معروض ہو چکا تو وجود

اصلی بہی یعنی جسکی حق مین وصف وجود خانہ زاد ہوا ایک ہی ہوگا علاوہ برین وجود سے زیادہ
کوئی عام نہین اسلئے اسبات کا اقرار ضروری ہے کہ وجود ایک امر غیر محدود ہے ورنہ
محدود ہو تو اوسکے اوپر ضرور ایک مرتبہ نکلیگا جسکی نسبت اسکو محدود کہین اور اوس سے
بہی زیادہ عام ہو مگر وجود غیر محدود ہوگا تو یہہ معنی ہونگے تمام مواقع وجود کو محیط ہے پہر اگر
دوسرا بہی ایسا ہی ہو تو وہ کہان جائے یہہ بہی احتمال نہین کہ دو ہون پر دونون بلکہ
ایسی طرح شدید ہوجاتی ہین جیسے دو چراغ کا نور ملکر زیادہ تر چمک کا باعث ہوجاتا ہے
کیونکہ موصوف اصلی سے زیادہ اور کوئی موصوف نہین ہوسکتا نہ اوسکے وصف سے زیادہ کسیکا
وصف ہوسکے خاصکر وجود اصلی کیونکہ اوس سے اوپر کوئی مرتبہ نہین اسیوجہ سے وہ غیر محدود
ہوا ورنہ محدود ہوتا آخر یہہ بہی ایک حد ہے کہ اس سے زیادہ شدید ہوسکتا ہے بالجملہ بروے
دلیل عقلی بہی خدا کی وحدانیت ضروری التسلیم ہے اور جب عقل و نقل دونون اسبات پر
شاہد ہون کہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے تو پہر اورونکی عبادۃ ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اسکا مستحق اس
صورت مین سوا اوسکی اور کوئی نہین ہوسکتا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جب کار خانہ
وجود سب اوسکے ذات سے متعلق ہوا تو اوسکا دینا لینا اوسیکا کام ہوگا جیسے آفتاب ہے
زمین کو نور عطا کرتا ہے اور پہر ہی چہین لیتا ہے ایسے ہی خدا وحدہ لاشریک لہ بہی وجود کا
دینے لینے والا ہوگا اور ہر کسیکی ذات وصفات کا وجود اوسیکے عطا ہوگا اور ہر ایک کا عدم
اوسیکی طرف سے ضبطی وجود سمجہا جائیگا اور ظاہر ہے کہ اطاعت کا باعث بہی نفع کے امید یا نقصان
کا اندیشہ ہوا کرتا ہے نوکر اپنے آقا کی خدمت تنخواہ کی امید پر کرتا ہے اور رعیت اپنے حاکم
کی اطاعت یا مظلوم ظالم کی تابعداری نقصان کے اندیشہ سے کیا کرتا ہے خداوند عالمین
جب یہہ دونون قدرتین بدرجہ تمام موجود ہون تو پہر اوسکی اطاعت نہ کیجاے تو اور کسیکی کیجاے
اور سوا اوسکے اسیطرح اور کسیکی اطاعت کیجائے تو کیون کیجاے اور کون ہے جسکو نفع یا نقصان
کا اصل مین اختیار ہو یہہ اختیار تو جب ہو جبکہ وجود خانہ زاد ہو ہان اوسکے نائبون کی تعظیم تا

یعنی اون لوگونکی اطاعت جو اوسکے حکم سناتے ہین خود اوسیکی اطاعت ہے وہ محض پیغام رسان ہین اور سب احکام اوسیکے ہین اس صورت مین سوا خدا کے اورونکی عبادت جیسے ہنود ونصاریٰ کرتے ہین بالکل خلاف عقل ونقل ہوگی۔ اسکا مستحق سوا خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہین ہوسکتا خاصکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سری رام اور سری کرشن کو معبود کہنا یون بھی عقل مین نہین آسکتا کہ وہ کہانے پینے کے محتاج تھے پاخانہ پیشاب مرض اور موت سے مجبور تھے خدا تعالیٰ وہ ہوگا جو ہر طرح سے غنی اور بے نیاز ہو محتاج اور مجبور اور وہ بھی ایسی چیزون کے سامنے جیسے پاخانہ پیشاب خدا نہین ہوسکتا۔ اسپر پادری نولس صاحب تنہا تقریر مذکور مین کہڑے ہوکر مولویصاحب سے فرمانے لگے۔ آپ پاخانہ پیشاب کا لفظ نفرمائین۔ مولویصاحب نے کہا آپ کو احتمال توہین ہوا اگر اس لفظ مین ایماء توہین ہوتا تو ہم ہرگز نکہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بھی ہمارے نزدیک مثل توہین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موجب کفر وارتداد ہے۔ مولوی محمد طاہر عرف موتی میان صاحب نے فرمایا آپ پاخانہ پیشاب نکہیے بول وبراز کہیے۔ مولویصاحب نے فرمایا بہتر یون ہی سہی خیر مولویصاحب نے فرمایا جو ایسا محتاج ومجبور ہو اوسمین خدائی کی جا کہان نصاریٰ کا یہہ قول کہ خدا تعالیٰ تین ہوکر پھر ایک ہے ایسا ظاہر البطلان ہے کہ کسی عاقل کی عقل اسکو تجویز نہین کرسکتی یہان تک کہ خود نصاریٰ بھی ہر روے عقل اورون ہی کے ہمصفیر ہین اگر کہتے ہین تو یہہ کہتے ہین کہ منجملہ اسرار خداوندی ہے ہماری عقول ناقصہ مین نہین آسکتا مگر جب یہہ معلوم ہوگیا کہ مستحق عبادۃ بجز خداوند وحدہ لاشریک لہ اور کوئی نہین تو اور سنیے عبادۃ بمعنی اطاعت ہے اور اطاعت دوسرون کی رضا کے موافق کام کرنے کو کہتے ہین پر دوسرے کی رضا عدم رضا بے اوسکے بتلائے معلوم نہین ہوسکتی اگر وہ خود کسی طرح اظہار نکرے تو پھر اوسکے ظہور کی کوئی صورت نہین ہم باوجود یکہ جسمانی ہین کثافت ہماری ذات کے ساتھ ہے ہمارا ما فی الضمیر اور ہماری رضا بغیر رضا کی بات تو ہو ہی نہین سکتی خواہ سینہ سے سینہ ملا دین خواہ دل کو چیر کر دکھلا دین خداوند عالم

جو لطیف اور خبیر ہے اور سکے مافی الضمیر اور ارادے کی بات کو بے اوسکے بتلائے کوئی کیا
جانے۔ غرض اطاعت خداوندی کے لئے اسکی ضرورت ہے کہ وہ خود اپنے احکام سے مطلع
فرمائے عقل نارسا سے اس بات مین کام نہین چل سکتا کیونکہ اگر بالفرض ہزار باتون مین سے
کسی ایک بات کی بہلائی برائی ہزار دقتون سے کسی ایک دو کو معلوم ہی ہو جائے تو کیا ہوا اوسکی
خود مختاری سے یہہ کیا بعید ہے کہ وہ اپنے احکام مین ان باتونکا پابند نرہے اگر کسی بات کی
تخصیص بوجہ کسی مجبوری کے ہے تو حاکم نہین محکوم ہے اور محکوم کی خدائی اور معبودیت
معلوم اور مجبور نہین تو اختیار تغیر و تبدیل احکام ضرور ہوگا جس سے حسن و قبح کی پابندی نرہیگی
بالجملہ دربارہ احکام انتظار اظہار خداوندی ضرور ہی مگر جب سلاطین دنیا اپنے احکام بذات
خود ہر مکان و ہر دوکان پر جاکر ہر کسیکو نہین سناسکتے تو خداوند احکم الحاکمین جسکی شوکت اور
حکومت کے سامنے سلاطین دنیا کی حکومت اور شوکت کو کچھ نسبت ہی نہین کیونکر ہر کسی سے
کہتا پہریگا جیسے بادشاہان دنیا اپنے مقربون سے اپنے احکام کہا کرتے ہین اور وہ اورونکو
پہونچا دیا کرتے ہین خداوند کریم بھی اپنے احکام اپنے مقربون کے ذریعہ سے اورونکو پہونچائے
گا مگر جیسے یہان کے بادشاہون کے مقرب وہی ہوتے ہین جو بادشاہونکے موافق مرضی اور خیر
خواہ ہوتے ہین اور بجز اطاعت بو سرتابی ہی اونمین نہین ہوتی ورنہ مقرب نہین معتوب
ہو جاتین ایسے ہی خدا تعالے کے مقرب بھی رہی ہو سکتے ہین [illegible] پا اطاعت ہون
اور شائبہ انحراف بھی اونمین نہوا تنا فرق ہے بادشاہان دنیا [illegible] نہی اور خیر خواہ اور
سراپا اطاعت وغیرہ کی سمجھنے مین غلطی بھی ہو جاتی ہے اسلئے [illegible] عتاب و عنایت
ہوتی رہتی ہین اور خداوند علام [illegible] سمجھنے مین غلطی [illegible] ی ورنہ اوسکے
علم کو دریا [illegible] جیسا قمر و کواکب کے نور [illegible] سان بہت باریک
چیزین او [illegible] اور ظاہر ہے کہ جبکا وجود [illegible] ہوا اوسکی کسی بات مین
نقصان متصور [illegible] ن لازم آئیگا مگر جب اوسکا علم کامل ہوا اور اسوجہ سے

اوسکا کسیکے موافق مرضی اور ظاہر و باطن مطیع سمجھنے مین غلطی ممکن الوقوع نہوئی تو
جنکو اوسنے اپنا مقرب بنایا ہوگا اونکا معزول ہونا اور اپنے عہدۂ احکام رسالی سے
موقوف ہوجانا ہی خلاف عقل ہوگا الحاصل انبیا مین کوئی ایسی بات نہوگی جو ناپسندیدہ
خداوندی ہو اور ظاہر ہے کہ اسصورت مین اونکے تمام اخلاق کا حمیدہ ہونا اور تمام قوائے علمیہ
کا گزیدہ ہونا لازم آئیگا جس سے اونکی معصومیت کا اقرار کرنا پڑیگا کیونکہ جب بری صفت ہی
نہین اور فہم کامل ہے یعنی قوۃ علمیہ اچھی ہے تو پھر اعمال ناشایستہ کے صادر ہونے کی کوئی
صورت ہی نہین ہر فعل کے صادر ہونے کے لئے ایک قوۃ یعنی ایک صفت کی ضرورت ہے دیکھنے
کے لئے بینائی چاہیے سننے کے لئے شنوائی چاہیے ایسے ہی اچھے اعمال کے لئے اچھی صفت
کی ضرورت ہے اور برے کے لئے بری صفت کی حاجت جب بری صفات سے وہ لوگ مبرا
ہوئے تو برے افعال سے بدرجہ اولی معصوم ہون گے مگر جب سراپا اطاعت یعنی ہر طرح سے
محکوم ہوئے تو پھر اونکو یہہ اختیار نہوگا کہ اپنے طور پر جسکو چاہین بخشدین جسکو چاہین عذاب
دینے لگین یہہ اختیار ہو تو محکوم نرہین حاکم ہوجائین ہان یہہ بات البتہ متصور ہے کہ وہ کسیکے
لئے دعا کسیکے لئے بددعا کرین کسیکے حق مین کلمۂ خیر کسیکے حق مین برا کلمہ کہین مگر جب وہ ہر طرح سے
مقدس مانے گئے تو وہ اپنے خیرخواہونکے خیرخواہ ہی ہونگے بدخواہ نہونگے کلمۂ خیر ہی کہین
گے کوئی برا کلمہ نکہینگے سو اسیکو ہم شفاعت کہتے ہین القصہ رسولون اور پیغمبرون کی شفاعت
ممکن ہے پر حضرت عیسی کا کفارہ ہوجانا ممکن نہین یعنی یہہ بات جو عیسائیونکی اعتقاد مین جمی ہوئی
ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام امتیونکی طرف سے ملعون خدا ہوکے اعوذ باللہ اور تین دن تک
اونکے عوض جہنم مین رہے ہرگز قرین عقل نہین کیونکہ محبوبیت مین وجہ محبت اور ملعونیت مین سبب
عداوت چاہیے مرحوم مین باعث رحمت اور ملعون مین جب لعنت ضرور رہی یہہ نہین ہوسکتا کہ جسمین
تو کسی مین نظر آئے اور محبوب کسیکو بنائے اطاعت تو کسی مین نظر آئے اور رحمت کسی اور پر کرین
یعنے خوش کسی اور سے ہوجائین جو منظور نظر کوئی اور ہو اور نفع تمام اوسی پیشانی سے ہو جسمین حسن خداداد

نظر آوے اور ناخوشی کی باتین تو کوئی اوسکو برا کہے اور لعنت اوسپر ہو یعنی ناخوش اوس سے
ہو جاوین جو ہر طرح سے مطیع ہو سو یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی کسیکی اطاعت کا مستحق نہین اور کوئی
کسیکے گناہ کا مجرم نہین الغرض اعتقاد کثرت معبودان اور اعتقاد کفارہ دونون مخالف عقل ہین اور
دونون سراسر باطل ہین پہر اوسپر کثرت معبودون کیساتہہ وحدۃ کا اعتقاد تو کسیکی نزدیک قابل
تسلیم نہین چہوٹے سے لیکر بڑے تک اور بوڑہے سے لیکر جوان اور لڑکے تک اہل عقل کامل
العقل ہون یا ناقص العقل یہانتک کہ خود نصاریٰ بہی بروے عقل وحدۃ اور کثرت حقیقی
کا اجتماع منجملہ محالات سمجہتے ہین ہر عاقل کی عقل کو بے دلیل یہہ بات غلط معلوم ہوتی ہے
اور جو بات عقل کو بے دلیل غلط معلوم ہوتی ہو یعنے اوسکی غلط سمجہنے مین عقل کو دلیل کی
حاجت نہو دلیل کا بیچ مین واسطہ نہو تو پہر اوسکے اثبات کی ایک کیا ہزار دلیلین بہی ہون
تو کیا ہوا اسرگز مثبت مدعا نہین ہو سکتین اور ہون تو کیونکر ہون شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جو بات بے واسطہ غلط نظر آوے وہ مثل دیدہ ہے اور جو بات بروے دلیل صحیح کہی جاوے وہ مثل
شنیدہ ہے اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے قریب غروب کوئی عالم فاضل ریاضی دان اپنے فنون
مین یکتا روزگار بوسیلہ جیبی گہڑی یون کہے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ایک جاہل کندہ
ناتراشیدہ کہین اونچے پر کہڑا ہوا اپنی آنکہون سے دیکہے کہ آفتاب کا کنارا ہنوز باہر ہے
تو جیسے یہہ شخص باوجودیکہ اپنی جہل اور اوسکے علم و فضل کا معتقد ہو اور گہڑیون سے اوقات شناسی
اور اونکی غلطی اور صحت کو نجانتا ہو پہر بہی اپنے مشاہدہ کے سامنے اوس عالم کے قول
مدلل کو نہین مانتا اور ایک عالم کا کیا ہزار عالم بہی بلکہ بوسیلہ جیبی گہڑی غروب کا دعوے
کرین تب بہی سبکو غلط کہتا ہے ایسے ہی عقل حقیقت مین اپنے اس علم کے سامنے جو اوسکو بے واسطہ
بمنزلہ مشاہدہ ایسے مضامین کے محال ہونکی نسبت حاصل ہے اون مضامین کو جو بوسیلہ
ذہن مین آئین اگرچہ بڑے بڑے دانشمندان ہر طرف ہون غلط ہی سمجہے گی غرض جیسے وہ شخص
گہڑیکی بات کو غلط سمجہتا ہے اور خود گہڑیکی نسبت کہتا ہے ہو نہو یہی غلط ہے میرا مشاہدہ غلط

نہین گو یہہ نجانے کہ یہین کیا غلطی ہی اور کہان نقصان ہے ایسے ہی عقل تمام خاص
اپنے مشاہدہ استحالہ کی سامنی انجیل کی دعوی تثلیث کو اگر بالفرض اوسکے کسی ایسے فقرہ سے
نکلتا ہو جسمین احتمال الحاق بہی نہو چہ جائیکہ یقینی الحاق ہرگز قبول نکرینگی بلکہ خود انجیل
ہی کو غلط کہدینگی کہ ہو نہو اسمین غلطی ہے گو یہہ نجانے کہ کہان کہان غلطی ہے ہان بعض مضامین
ایسے ہوتے ہین کہ استحالہ تو معلوم نہو پر اونکی حقیقت بہی کچہہ معلوم نہو بلکہ اونکی حقیقت مین
حیران ہو مولوی محمد قاسم صاحب اس قسم کی تقریر فرما رہے تہے جو پادری صاحب نے اطلاع کی کہ منٹ
ختم ہو چکے تقریر مذکور کے ناتمام رہجانے کا اہل اسلام کو افسوس ہے۔ مولوی صاحب
کے کہنے سے یہہ معلوم ہوا کہ اون کو محالات اور متشابہات مین فرق بتلانا منظور تہا
کیونکہ متشابہات تو مثل ذات و صفات خداوندی اور ارواح بنی آدم وغیرہ معلوم الوجود مجہول
الکیفیت ہوتی ہین عقل کو ان سبکی حقائق کے دریافت کرنے مین حیرت ہوتی ہے اور
محالات کے علم مین حیرت نہین ہوتی بلکہ علم عدم اور علم استحالہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ علم عدم
اور عدم علم مین زمین آسمان کا فرق ہے حاصل تقریر مولوی صاحب ختم ہو چکا تو مولوی صاحب
بیٹہے اور پادری صاحب اوٹہکر یہہ فرمایا کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کے فضائل کچہہ بیان
نفرمائے ہمارے مذہب پر اعتراض کر دیے غرض اعتراض کیا یہہ کیا مضامین پر کچہہ اعتراض
نہو سکا اسکے جواب مین مولوی صاحب کے اوٹہنے کی تو نوبت نہ آئی جناب مولوی احمد علی صاحب
ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کہڑے ہوے اور یہہ فرمایا یہہ عین ہمنے مذہب کی فضیلت
ہے کہ اور مذہبون مین یہہ یہہ عیب ہین اور ہمارے مذہب مین ان عیوب مین سے ایک بہی نہین اسلیے
یہہ بعض دیسی پادریون نے کہڑے ہو ہو کر سب اہل جلسہ کے کان کہا گئے منجملہ پادریان مذکور
مولی داد خان نام ایک پادری نے ایک مہمل تقریر جسمین نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت گستاخی ٹپکتی تہی شروع کی اور یہہ نکرتا تو اور کیا کرتا پادریونکا قاعدہ ہے کہ مسلمانون
سے دامن چہوڑانیکو گستاخانہ پیش آتے ہین مسلمان چونکہ ایسی باتون سے گہبراتے ہین اور جواب

ترکی بترکی دے نہین سکتے حضرت عیسی علیہ السلام اور حواریین اور انبیا سابقین علیہم
وعلے نبینا الصلوۃ والسلام اگر اونکی نزدیک بری ہوتے تو اوس چال چلسکتے ناچار ہوکر زبان
کا جواب ہاتہہ سے دینے کو تیار ہوتے ہین جس سے پادریونکو اس بات کا موقع ملجاتا ہے کہ مسلمانو
کو جواب نہین آتا لڑنے کو دوڑتے ہین یا خاموش ہوکر طرح دیتے ہین جس سے پادریونکا
کام بنجاتا ہے غرض انصاف کو بغل مین مار خوف خدا کو طاق مین رکہہ اوباشی پیش
آتے ہین سو مولوی داد خان مذکور بہی اسی چال چلے نقل کفر کفر نباشد یہہ سمجہکر بشوایی
حاصل تقریر مولوی داد خان مذکور لکہتا ہون ورنہ زبان کو ہلاتا ہون تو بہی نہین قلم کو اوٹہاتا
ہون تو اوٹہاتا نہین اوس تقریر ناپاک کا حاصل یہہ ہتا جیسے مسلمانونکے نبی نے دعوے کیا ہے ہندوکون
کا لال گرو بہی ایسا ہی کہتا ہتا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یہہ فرمایا ہے کہ میرے بعد جو
آئینگے چور اور بٹ مار ہونگے یعنی اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد عیسی علیہ السلام کوئی نبی
نہ آئیگا جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے اسکے جواب مین یہہ
فرمایا واہ پادری صاحب ساری عمر انجیل پڑہی پہر بہی یہہ خبر نہین کہ انجیل مین کیا ہے انجیل
مین یہہ نہین جو میرے بعد آئینگے چور اور بٹ مار ہونگے بلکہ انجیل مین یون ہے جو مجہہ سے پیشتر
آئے وہ چور اور بٹ مار تہے اوسنے اپنے قول پر اصرار کیا جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب
نے فرمایا اچہا انجیل منگا دو اوسپر پادری نولس صاحب نے فرمایا بہائی سے غلطی ہوئی مولوی صاحب
صحیح فرماتے ہین مگر جس لفظ کا یہہ ترجمہ ہے وہ بمنزلہ مضارع دو معنی کے لئے آتا ہے پیشتر اور
بعد دونون اوسکے معنی ہوتے ہین جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے فرمایا اصل لفظ
عبری اگر دونون معنون کے لئے ہے تو کیا ہوا لفظ پیشتر تو دونون معنونکے لئے نہین غرض
بالفرض اگر اصل لفظ دونون معنونکے لئے موضوع بہی ہو تو کیا فائدہ پیشتر کے لفظ سے ترجمہ کرنا
خود اس بات پر شاہد ہے کہ بدلیل سیاق وسباق بعد مراد نہین پیشتر مراد ہے اسپر پادری
مولوی داد خان مذکور نے ایسی مونہہ کی کہائی کہ پہر سر نہ اوٹہارا اور تا اختتام مناظرہ پہر لب ہلائے

باقی زجر و توبیخ کی بوچھاڑ اور نفع مین رہی مسلمانون نے کہا تو کہا ہندو بہی برا بہلا کہتے تہے
چنانچہ ایک ڈپٹی صاحب ہندو مذہب جنکا نام غالبًا اجدہیا پرشاد ہے کہڑے ہوئے اور اسمین
کو دیر تک بیان کرتے رہے کہ کسیکے پیشواؤنکو برا نہ کہنا چاہیے اسپر پادری صاحب یہہ کہتے تہے بہائی کو
یہہ غرض نہی کہ توہین کیجے مگر اہل اسلام کو درصورت تسلیم صحت معنی بعد بہی کچہہ دشوار نہ تہی
اول حضرات حوارین چہوڑا ور بٹ ما بنئے جب کہین کسی اور کی طرف دیکہنے کی نوبت آئی
بہرحال لفظ مبشر کہیئے یا لفظ لعد پادریونکو ہر طرح دشواری ہے ایک صورت مین پہلے انبیا
کی نبوت کا انکار ہے اور ایک صورت مین حواریون کی رسالت کا انکار القصہ جناب مولوی
سید ابو المنصور صاحب نے جب پادری مذکور کی غلطی پکڑی اور پادری نولس صاحب نے اوسکی
تصدیق کی تو باین نظر کہ پادری مولی داد خان مذکور کی غرض اپنی غلط بیانی سے ابطال
نبوۃ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ بائبل منظور تہا بذریعہ بائبل ہی حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے ثبوت مین کچہہ چہیڑ چہاڑ ہوئی جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے
چند پیشین گوئیان بہ نسبت نبوۃ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم توریت مین سے نکالکر پیش
کین منجملہ وہ پیشین گوئی بہی تہی جسمین حضرت موسی علیہ السلام کو خطاب کر کے یہہ ارشاد فرماتے
ہین کہ تیرے بہائیون مین سے تجہہ جیسا ایک نبی پیدا کرونگا اور اوسکے موہنہ مین اپنے کلام ڈالونگا
اور اس پیشین گوئی کی بابت یہہ فرمایا کہ فقط مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسی علیہ السلام
چالیس باتونمین مماثلت ثابت کر سکتا ہون اس روز تو سوا تقاریر مرقومہ فیما بین اہل اسلام
و نصاریٰ کے اور کوئی گفتگو قابل تحریر نہین البتہ یہہ بات قابل تحریر ہے کہ سوا پادری نولس صاحب
اور کوئی شخص لائق گفتگو عیسائیون مین سے نہ تہا۔ اور اونکی تقریر کی نسبت اگر یون کہیے کہ قالب الفاظ
مین ابہی معانی ڈالنے کی نوبت نہ آئی تہی اور الفاظ ہی سے خانہ پری اوقات کرتے تہے تو البتہ
ایک عذر معقول ہے نو بجے سے یہہ جلسہ شروع ہوا تہا۔ اور دو بجے یہہ جلسہ برخاست ہوا اہل اسلام
نے اول نماز پڑہی پہر کہانا کہایا اور باہم ایک دوسرے کی تقریر کی خوبی کا ذکر ہوتا رہا اور افضال

خداوندیکو یاد کرکے اون تقریرونکے مزے لیتے رہے اور شہر مین اور اطراف مین یہہ شہرت اڑ گئی کہ مسلمان غالب رہے چنانچہ اسیوجہ سے دوسرے دن اور بہت شائق آ پہونچے۔ القصہ اوسروز سبکو یہی ذکر و شغل تہا زبان وکان دونون اسی قصہ اور اسی کہانی مین مصروف تہے مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ اب گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مجمع پادریان مین کوئی اس قابل نہین معلوم ہوتا کہ جسکے بظاہر کچہہ اندیشہ خاطر پیدا ہو ہان انکی بے انصافی سے تو دل افسردہ ہوتا ہے بعدہ مولویصاحب نے واعظین کو فرمایا کہ میلہ مین متفرق ہوکر وعظ بیان کرنا چاہئے۔ چنانچہ سب واعظین نے جاکر (بجز مولوی منصور علی صاحب کے) علی الاعلان منادی اسلام وابطال عیسائیت کو بیان کرنا شروع کیا اور قبل مغرب تلک تمام میلہ مین عجب کیفیت رہی ور عنایت ایزدی سے کوئی پادری مقابل نہوا۔ خدا معلوم کہان جان چرائے پڑے رہے۔ اور مولویصاحب ایک تحریر جو کہ قریب جلد یمین لکہکر اپنے ہمراہ لیتے گئے تہے یہہ تحریر حقیقۂ اسلام مین تہی) اور کچہہ مضمون ابطال کفارہ وغیرہ مین مولویصاحب نے بیان فرمایا کہ اسکو بہی بقید تحریر کرلو اور کل کو شاید موقع آپڑے تو میری تحریر اور اس تقریر کو کہڑے ہوکر پڑہ دینا اور ہوا اسکے اور بہی آپسمین صلاح ومشورہ رہے اس حالت مین عشا کی نماز پڑہکر اور کہانا کہا کر سو رہے علی الصباح نماز صبح پڑہکر بمقتضای شعر علی الصباح کہ مردم بکار بار روند بلاکشان محبت بکوئی یار روند پہر مولویصاحب نے واعظان مذکورین کو اپنے کام مین مصروف ہونیکی صلاح دی چنانچہ اون حضرات نے میلہ مین جاکر کماینبغی حق اسلام ادا کیا جزاہم اللہ عن جملۃ المسلمین خیرالجزا۔ اگرچہ بظاہر ایک امر وہمی معلوم ہوتا ہے مگر حق یہہ ہے کہ اوسدن اوسیوقت سے کیفیت دگرگون معلوم ہوتی تہی بہرحال ۹ بجے تک برابر وعظ درس کا شور تمام میلہ مین رہا پادری لوگ بہی میلہ مین پہرتے تہے لیکن جدہر گذر ہوتا تہا عوام لوگ یہی کہتے تہے کہ پادری صاحب ہمکو ہی دہمکانے کو تہے اب تو کچہہ بولئے اور جملہ ہنود بہی خوش تہے اگرچہ اونکا خوش ہونا۔ از قبیل چو موش بر سر دکان روستا خورسند بہ نہا ۱

کیفیت جلسہ دوم واقعہ روز دوشنبہ ہشتم مئی ۱۸۷۶ء

نو بجے ہی خیمہ گفتگو کی طرف سب مناظران اہل اسلام اور سوا اونکے اور شائقان گفتگو روانہ
ہوئے دیکھتے کیا ہین خیمہ مین چند کرسیان خالی ہین باقی سب پر آدمی ہی آدمی تھے یہہ
سمجھکر کہ شاید پہر جاے نملے شوق گفتگو مین پہلے ہی سے اکثر صاحب آ بیٹھے تھے اسپر بھی آدمی
گھسے چلے آتے تھے اور سوا اونکے اور عوام خیمہ کے گرد اگرد تھے آدمی پر آدمی گرتا تھا سپاہیان
پولیس اگر نہ روکتے تو سب اندر ہی پہونچتے جگہ ملتی یا نملتی اسلیئے مہتممان جلسہ نے اور بہت
سی کرسیان اور مونڈھے منگائے قریب دو سو اڑہائی سو کرسی وغیرہ کے اوس خیمہ مین ملا کر
بچھائی اسپر بھی بہت سے صاحب خیمہ کے گوشونمین اور کرسیونکی قطارونمین کھڑے بیٹھے تھے۔
اور قنات خیمہ کو جسکو ——— بمنزلہ دیوار خیمہ کے اوٹھا کر پتلی پتلی چوبون پر استادہ کیا جس سے
سایہ کی وسعت ہوگئی اور بہت سے شائق اوسمین آ کھڑے ہوئے مگر تسپر اوس سے باہر بھی بہت
کثرت سے آدمی تھے شوق گفتگو مین نہ لو کا خیال تھا نہ دہوپ کا دہیان جہان جہان تک
آواز کے پہونچنے کا احتمال تھا آدمی ہی آدمی تھے گرمی کا موسم تھا گرمی ہی کا وقت تھا مکان
جلسہ ایک صحرا شہر سے دور سایہ کے لئے خیمہ یا درخت آم جسکا سایہ آدہا سایہ آدہی دہوپ ۔
غرض تپش سے بچنے کا کوئی عمدہ سامان نہ لو سے بچنے کے لئے کوئی مکان بلکہ یہہ ہجوم تھا اگر یہہ
خرابیان نہوتین تو خدا جانے کسقدر انبوہ ہوتا خیر جب آدمی ٹھکانے سر بیٹھ گئے اور اہل جلسہ
ہر ایک کو حسب موقع بٹھا چکے تو اول پادری نولس صاحب نے حسب قرارداد باہمی یہہ بیان کیا کہ
آج ہر فریق کیطرف سے گفتگو کے لئے پانچ پانچ آدمی منتخب ہوئے ہین کل کی طرح عام اجازت
نہین وجہ اس تغیر کی یہہ ہوئی بہت سے کرسٹانون اور بعض ہنود نے مفت کی سامع خراشی
سے وقت کہو دیا تھا اور اسوجہ سے جلسہ سابق مین گونہ بے لطفی آ گئی تھی اسلئے اہل اسلام نے
سے اسبات کے خواستگار ہوئے کہ ہر کسو ناکس کا بولنا بجز سامع خراشی اور کیا مفید ہے اس سے بہتر ہے

کہ ہر فریق مین سے چند آدمی منتخب کئے جائین سو پانچ پانچ آدمی اس کام کے لئے مقرر
ہوئے - اہل اسلام مین سے جناب مولوی سید ابوالمنصور صاحب معروف مولوی منصور علی صاحب
و مولوی سید احمد علی صاحب و مرزا موحد صاحب یہہ تین صاحب تو زمرہ اہل کتاب مین بطور الزام
دستگاہ کامل رکھتے تھے اور دو علما مین سے ایک تو مولوی سید احمد حسن صاحب امروہی دوسرے
مولوی محمد قاسم صاحب مگر اوس وقت کسیک وجہ سے نام اونکا نہین لکھا گیا بجاے مولوی محمد قاسم صاحب
حافظ خورشید حسین صاحب لکھا گیا - اور پادریون مین سے اول تو پادری نولس صاحب چار
اور جنکے نام یاد نہین رہے - علے ہذا القیاس ہنود مین سے بھی پانچ آدمی مقرر ہوئے بلکہ بوجہ اجتماع
فرقہاے چند ہنود اسبات کے خواستگار ہوئے کہ ہمارا ہر فرقہ جدا ہے ہر ایک فرقہ مین سے پانچ پانچ
آدمی چاہیئین چنانچہ اسکے موافق قرار پایا قصہ کوتاہ پادری صاحب جب بیان تغیر و تبدیل
قوانین جلسہ سے فارغ ہوئے تو اہل اسلام کی طرف سے یہہ استدعا ہوئی کہ پادری صاحب کے
ذمہ ہمارے کل کے اعتراض باقی ہین بغرض تمام کلام اونکا جواب اول چاہئے پادری صاحب
نے فرمایا کل کی بات کل کے ساتھ گئی اسمین فریقین سے اصرار و انکار رہا اور اس وجہ سے
بعض اہل اسلام کبیدہ ہوکر یہہ چاہتے تھے کہ اگر یہی ناانصافی ہے تو آجکی گفتگو مین اس سے
زیادہ اور کیا ہوگا - جسکی توقع پر بیٹھے رہیے اس سے تو اوٹھ جانا ہی بہتر ہے مگر مولوی
محمد قاسم صاحب نے اونکی نمانی اور پادری صاحب سے کہا اچھا یہی سہی پر خود کھڑے ہوکر باآواز
بلند تمام حاضران جلسہ سے یہہ کہا صاحبو کل کے ہمارے اعتراضونکا جواب پادری صاحب عنایت
نہین فرماتے ہمکو پادری صاحب کی انصاف سے یہہ توقع نہ تھی مگر جب نہین مانتے تو کیا کیجے
بمجبوری ہم صبر کرتے ہین اور تازہ گفتگو کی اجازت دیتے ہین اسکے بعد شاید بعض اہل اسلام
نے یہہ کہا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کی کل کی تقریر بوجہ کوتاہی وقت ناتمام رہگئی تھی وہ بھی
پوری ہوجائے پادری صاحب نے بھی شاید اسکو غنیمت سمجھا فرمایا اچھا آج اہل اسلام ہی اول
بیان کرین اسلئے اہل اسلام نے مولوی محمد قاسم صاحب کو اشارہ کیا بسم اللہ مگر گفتگو کے خیمہ مین

اسبات کو لکھہ بھیجے

آئے ہوئے مشیر جناب قاضی سرفراز علیصاحب شاہجہانپوری جو کبہی ایک بڑے رئیس تہے
غدر مین بگڑ گئے ہین اور لیاقت علمی اور فن مناظرہ مین عمدہ مناسبت رکھتے ہین ایک
تحریر لکہکر لائے تہے اور مولوی محمد قاسم صاحب وغیرہ کو سنائی تہی وہ تقریر تو خوب یاد نہین
ناتمام سی ایک بات یاد ہے شاید اس قسم کی بات تہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام سے
تو یہود نے انکار کیا اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہود ونصاری
دونون نے انکار کیا اس سے زیادہ افسوس کیا ہوگا آگے یاد نہین تو وہ بہی ایک عجیب
بات ہے غرض وہ تقریر باہم سنی سنائی گئی تہی اور یہہ ٹہری تہی کہ بجاے وعظ یا جسطرح
ہو سکے یہہ بہی پڑہی جائے اسمین مولوی محمد قاسم صاحب نے جناب قاضیصاحب سے فرمایا آپ
تشریف لائین اور تحریر مسطور سنائین قاضی صاحب آگے بڑہے مگر پادریصاحب نے پوچہا آپ
بہی ادہین صاحبون مین ہین جو اسکام کے لئے مخصوص ہوے ہین قاضی صاحب نے فرمایا کوئی
نہین پادریصاحب نے فرمایا پہر آپ کیون تشریف لائے ہین قاضی صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب
کیطرف اشارہ کرکے فرمایا انکو گفتگو کی اجازت ہے یہہ مجکو اجازت دیتے ہین پادریصاحب نے
فرمایا یہی گفتگو کرسکتے ہین آپکو اجازت نہین ہو سکتی اسلئے مولوی محمد قاسم صاحب ہی کو کہڑا
ہونا پڑا۔ اسپر جناب مولوی احمد علیصاحب وکیل عدالت نے ارشاد فرمایا آج آپ اپنے مذہب
کے فضائل ہی بیان فرمائین کسی پر اعتراض نفرمائین قصہ کوتاہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب
اوس میز کے پاس تشریف لے گئے جہان واعظ کہڑا ہوکر وعظ کہتا تہا اور نام خدا توحید رسالت
کا ذکر چہیڑا توحید کے متعلق جو کچہہ گفتگو اس دن ہوئی وہ خوب تو یاد نہین رہی پر
اغلب یہہ ہے کہ روز اول کی گفتگو کے قریب قریب تہی مگر ہان اوسکے ساتہہ یہہ بہی بیان تہا
کہ مسلمان توحید کے اوپر اس درجہ کو مستقیم ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مین
افضل سمجہتے ہین اور بعد خداوند عالم انہین کو جانتے ہین مگر باینہمہ ہاتہہ باندہ کر کہڑا ہونا بہی
جو اداب عبودیت مین ادنے درجہ کا ادب ہے اونکے لئے جائز نہین سمجہتے پہر اسکے بعد ضرورت

رسالہ مین غالباً وہی تقریر بیان کرکے جو اول روز بیان کی تہی ایک تقریر بیان کی جسکا
حاصل یہہ ہے کہ اب اسکا دیکھنا ضرور ہے کہ ان نبی ہے کون نہین مگر یہہ بات بے تنقیح اصل
ومبناء نبوۃ معلوم نہین ہوسکتی سو بظاہر دو احتمال ہین مبناء نبوۃ یا تو معجزات ہون یا اعمال صالحہ
معجزات پر تو مبنی نہین کہہ سکتے مبناء نبوۃ معجزات پر ہو تو یہہ معنی ہون کہ اول معجزہ ظاہر
ہولے جب نبوۃ عنایت ہو مگر سب جانتے ہین کہ امتحان معجزات کے بعد نبوۃ عنایت نہین
ہوتی بلکہ عطاء نبوۃ کے بعد معجزات عنایت ہوتے ہین علی ہذا القیاس اعمال صالحہ کو مبناء
نبوۃ نہین کہہ سکتے عمل صالح اسیکو کہتے ہین جو خدا کے موافق مرضی ہو سو خدا کے احکام
کے معلوم ہونے کے لئے ہی تو نبوۃ کی ضرورت پڑی ہے اور اعمال صالحہ کا علم اور انکی سمجھ
خود نبوۃ پر موقوف ہے نبوۃ اونپر کیونکر موقوف ہوگی جو اونکو مبناء نبوۃ کہئے اور ...
و معجزات اس کام کے لئے اگر نظر پڑتی ہے تو اخلاق حمیدہ پر پڑتی ہے اونکا حصول نبوۃ کو
نہین آدمی کی ذات کے ساتہہ پیدا ہوتے ہین اگر کسیکے اخلاق حمیدہ یعنے موافق مرضی خدا
ہونگے تو پہر نظر عنایت خداوندی اوسکے حال پر کیون نہ ہوگی لیکن اتنی بات اور قابل لحاظ
ہے کہ جیسے انوار مین باہم فرق مراتب ہے آفتاب و قمر و کواکب و آئینہائے قلعی اور ذرات
زمین مین دیکہئے کتنا فرق ہے ۔ ایسے ہی اخلاق مین بہی باہم متفاوت ہین سو جو لوگ
فہم و اخلاق مین بمنزلہ شمس و قمر و کواکب ہون وہ تو نبی ہوسکتے ہین اور جو لوگ بمنزلہ آئینہ
و ذرہ و زمین مستفیض ہون وہ لوگ سب امتی ہونگے یون کوئی ولی یا صالح ہو تو ہو غرض
انبیا کی حقیقت امتیون کے حق مین فہم و اخلاق کی اصل ہوتی ہے جیسے آفتاب و قمر و کواکب نور
اور ذرون و زمین کے انوار کی اصل ہین سو جو لوگ دربارہ اخلاق اصل ہون قابل انعام
ہونگے کیونکہ جب وہ روح سب اوپر ہوئے تو خداوند عالم جو سب سے عالی مراتب ہے اوسنے نسبت اورونکے
قریب ہوگا اسلئے تقرب مشار الیہ جو نبیونکو ضرور ہے اونہین کو میسر آئیگا اور خلافت خداوندیکے
مستحق وہی ہونگے کیونکہ بادشاہ کی ماتحتی اور اوسکی خلافت بجز مقربان درگاہ اور کسیکو میسر نہین آسکتی

سو نبوة مین بجز خلافت خداوندی اور کیا ہوتا ہے جیسے حکام ماتحت کے احکام بعینہ وہ احکام
بادشاہی ہوتے ہین ایسے ہی انبیا علیہم السلام کے احکام بعینہ احکام خدا تعالی ہوتے ہین۔
بالجملہ بناء نبوة اخلاق حمیدہ کے کمال پر ہے۔ مگر ہمنے غور سے دیکہا تو اخلاق مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کسیکو بڑہ کر نپایا۔ آپکے اخلاق کی ایک تو یہی بڑی دلیل ہے جو اورونکے
نزدیک موجب اعتراض ہے۔ اور لوگ جہاد کو بڑا اعتراض اس مذہب پر سمجہتے ہین مگر قطع نظر
اسسے کہ جہاد اور دینون مین بہی تہا اور عقل سلیم کے نزدیک بیشک ایک عمدہ سامان تہذیب عالم اور
ذریعہ رفع شرک و الحاد و فتنہ و فساد ہے بے لشکر جرار ممکن نہ تہا سو یہہ لشکر جرار جسنے روم
وشام وعراق وایران ومصر و یمن کو زیروزبر کردیا آپکو کیونکر میسر آیا بظاہر سامان
فراہمی لشکر دنیا مین دو دیکہتے ہین مال و دولت یا حکومت سے جبر و تعدی سو آپ مین دونون
نہ تہی آپ کہین کے بادشاہ نہ تہے بادشاہزادہ نہ تہے تاجر نہ تہے جاگیردار نہ تہے تعلقدار نہ تہے
جو یون سمجہیے لشکر نوکر رکہا اور یہہ کار نمایان کر دکہایا حاکم نہ تہے جابر نہ تہے جو یون کہیے
ایک آپ دو دو آدمی گہر پیچہے مثلا جیسے بعض سلطنتون کے قصے سنتے ہین منگا بہیجے اور یہہ سانحہ
برپا کیا بجز اخلاق اور کیا چیز تہی جسنے یہہ تسخیر کی اور برابر کے بہائیونکو ایسا مسخر کردیا کہ جہان
آپکا پسینا گرے وہان خون گرائین یہہ بہی نہین کہ ایک دو روز کا ولولہ تہا ہوچکا عمر بہر
یہی کیفیت رہی آپ ہی کے پیچہے گہر سے بے گہر ہوئے زن و فرزند کو چہوڑا گہر بار سب خاک
ڈالی خویش و اقربا سے لڑے انکو مارا یا انکے ہاتہوں سے مارے گئے یہہ آپکے اخلاق اور
آپکی محبت نہ تہی تو اور کیا تہا غرض ملک عرب جیسے بے سر و پا خود سر لوگونکو ایسا مٹہی مین لیا
کہ کیسے ہی نرم مزاج غریب طبیعت کے لوگونکی کسی گروہ کی نسبت بہی ایسی تسخیر آجتک سننے مین
ہوگی ایسے اخلاق کوئی بتلا دے تو سہی حضرت آدم علیہ السلام مین تہے یا حضرت نوح علیہ
السلام مین تہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام مین تہے یا حضرت موسی علیہ السلام مین تہے یا حضرت
عیسی علیہ السلام مین تہے یا کسی اور مین تہے انصاف سے کوئی صاحب بتلا دین تو سہی اس قسم

کے اخلاق کا کوئی اور شخص ہوا ہے یہی تقریر ہو رہی تھی اور لوگون پر ایک کیفیت تھی
ہر کوئی ہمہ تن گوش ہو کے مولوی صاحب کی جانب تک رہا تھا کسی کی آنکھون مین سیلنے مین
آنسو کیسکی آنکھو نہین حیرت یا در ہونگی یہہ حالت کہ ششدر بحیس و حرکت جو پادری صاحب نے
اطلاع دی آپکا وقت ہو چکا سننے والونکو ارمان رہگیا مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا
صاحبو تنگی وقت سے معذور ہون ورنہ انشاء اللہ شام کردیتا جو کچھہ کہا دریا مین کا ایک قطرہ
سمجھیے۔ مولوی میان صاحب نے پکار کر کہا صاحبو سنلو جو کچھہ بیان ہوا یہہ دریا مین کا ایک قطرہ
ہے خیر جناب مولوی محمد قاسم صاحب تو اپنی جاے پر جا بیٹھے اور پادری نولس صاحب کھڑے ہوے
اور یہہ فرمایا واقعی مسلمانون مین توحید بہت عمدہ ہے پر کاش اسکے ساتھہ تثلیث کا بھی انہین اعتقاد
ہوتا پھر اسکے بعد اول تو عہد عتیق کی کسی کتاب کا حوالہ دیکر کہا کہ دیکھو اس سے بھی تثلیث ثابت
ہوتی ہے اسکے بعد دلائل عقلیہ پر جھکے اور بزعم خود یہہ ثابت کیا کہ توحید بے تثلیث سمجھہ مین
نہین آتی اور توحید بے تثلیث ممکن ہی نہین فرماتے ہین دیکھو ہم ایک کا مندسہ کہتے ہین اور اس
مین طول بھی ہوتا ہے عرض بھی ہوتا ہے عمق بھی ہوتا ہے وہ ہندسہ ایک ہے پر بے ان
مین باتونکے موجود نہین ہوسکتا آدمی کی روح ایک ہے مگر اوسمین خواہش بھی ہے قوۃ خیالیہ
بھی ہے اور خدا جانے ایک کوئی اور چیز کہی اور کہا دیکھو روح ایک ہے پر بے ان تین باتونکے
ہو نہین سکتی دیکھو درخت ایک ہے پر اوسمین جڑ بھی ہے شاخین بھی ہین پتے بھی ہین
وہ ایک بے ان تین چیزون کے نہین ہوتا غرض اثبات تثلیث مین یہہ دلفریب باتین کرتے
کرتے تقدیر کے مسئلہ کیطرف متوجہ ہوے اور یہہ فرمایا کہ مسلمانونکے مذہب مین ایک اور نقصان
ہے کہ انکے یہان تقدیر کی تعلیم کیجاتی ہے اور اسکی سند مین کہا سورۃ تغابن مین ہے
ہو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن۔ جسکے یہہ معنی ہین اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو اسطرح کہ
کوئی تم مین سے کافر اور کوئی مومن۔ اسپر مولوی محمد قاسم صاحب بولے پادری صاحب مین کچھہ عرض
کیا چاہتا ہون ایک دو بات کہہ لون پھر آپ فرماتے جائیگا کل آپ ہمپر یہہ اعتراض کرتے

ہے کہ آپ نے اپنے مذہب کے فضایل نہ بیان کئے ہم پر اعتراض کر دیے آج آپ نے
بہی وہی شیوہ اختیار کیا دوسرے اس مسئلہ تقدیر کو پیش کرنا آپ کی مغلوبیت کے آثار مین
سے ہے پادری صاحب چونکی یہہ آخری چال ہوتی ہے جب سب طرف سے مجبور ہو جاتے ہین
تو تقدیر کے مسئلہ کو پیش کرتے ہین اور یہہ سمجہتے ہین کہ اہل اسلام کو اسکا جواب نہ آئیگا مگر مین
آپ کو اجازت دیتا ہون کہ آپ اس اعتراض کو بہی پیش کر لیجیے ہم انشاء اللہ اسکا بہی جواب
دینگے یہہ کہکر کہا اب فرمائیے آخر پادری صاحب نے یہہ مضمون ادا کیا کہ اگر تقدیر کو مانیے تو بندہ
بے گناہ اور خدا ظالم ہوگا جو پہلے سے بہت سے آدمیوں کو جہنم کے لئے تجویز کر لیا اور پہر اسکے
موافق کیا اسکو نکالنا تہا نہ دہکا دینا تہا علاوہ برین آدمی سب ایکسے ہی ہین جیسے سب
آدمیون کے ہاتہہ پانون آنکہہ ناک کان ایک سے ہین ایسے ہی دلونکو بہی سمجہیے غرض یہہ فرق
کفر و ایمان پہلے سے نہین اپنے آپ کوئی مومن ہو جاؤ یا کافر ہو جاؤ جسوقت پادری صاحب
یہہ فرما رہے تہے کہ سب آدمیونکی آنکہہ ناک ایک سی ہین تو مولوی نعمان خان صاحب کیا فرماتے
ہین پادری صاحب مجکو اور اپنے آپ کو مستثنی کر لیجیے مین بہی کنجا ہون آپ بہی کنجے ہین یا اس
قسم کی بات کسی اور کرشتان نے کہی تہی اسپر مولوی صاحب نے یہہ فرمایا سو پادری صاحب بہی
تبسم کرنے لگے اور ماسٹر جیل وغیرہ کرشتان جو اونکے آس پاس بیٹہے ہوئے تہے بہت ہی ہنسے
مگر پادری صاحب اپنی کہے چلے جاتے تہے جو پندرہ منٹ ہو چکے اپنے نزدیک مضمون
کو ناتمام سمجہکر مولوی محمد قاسم صاحب وغیرہ کی طرف مخاطب ہوکر کیا کہتے ہین اگر آپ صاحب
مہربانی فرماکر کچہہ اور مہلت دین تو ہم کچہہ اور بیان کر لین میراونکی تو راے نہ تہی کہ اونکو
مہلت دیجاے یعنے جب وہ ہمکو مہلت نہین دیتے تو ہم کیون دین اچہا انکا بہی مضمون ناتمام ہی
رہے مگر مولوی محمد صاحب نے یہہ سمجہکر کہ ہم انکو مہلت دینگے تو یہہ بہی ہمکو مہلت دینگے پہر ہم
انشاء اللہ بہت کچہہ بیان کر لین گے اور انکو بات کے کہنے کی گنجایش نہ رہیگی کیونکہ اعتراض
بیان ہو چکے باقی ورنہ حقیقت معلوم ہوتی یہہ کہا پادری صاحب ہم آپ کی طرح نہین کہ اجازت

ہی نہیں ہماری طرف سے اجازت ہے آپ پندرہ منٹ کی جگہ بیس منٹ بیان کریں
پچیس منٹ بیان کریں تیس منٹ بیان کریں آپ حسب بخواہ بیان کر لیں ہم انشا اللہ
سبکا جواب دینگے قصہ کوتاہ پادریصاحب نے اسی ایک مضمون کو بہت دیر تک بیان کیا
اپنا ساخوب زور لگایا تیس منٹ جب ہو چکے تب چپکے ہوئے وہ بیٹھے اور جناب مولوی محمد قاسم
صاحب کھڑے ہوئے اور ہنس کر یہہ فرمایا بیچے پادریصاحب ہمکو بھی تیس منٹ کی اجازت
دیجے لاچار ہو کر پادریصاحب کو اجازت دینی پڑی جناب مولوی محمد قاسم صاحب دریں منزکے
پاس تشریف لیگئے اور اول یہہ کہا کہ کل کے جلسہ میں تو ہماری طبیعت بہت کبیدہ ہوئی پادریصاحب
کی طرف سے وہ لوگ کھڑے ہوتے تھے جنکو گفتگو کا سلیقہ تہا الفاظ سے اوقات کی خانہ پری
کر دیتے تھے مگر ہاں آج ہماری طبیعت بہت محظوظ ہوئی پادریصاحب بہت خوش تقریر
اور صاحب سلیقہ ہیں انکی باتونکا جواب دینے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے مگر باوجود اس
لیاقت کے پادریصاحب نے ایسی ایسی غلطیاں کہائی ہیں کہ کیا کہیے میں بغرض توہین
پادریصاحب نہیں کہتا ہوں واقعی بیان کرتا ہوں پادریصاحب کا دعوے کچھ ہے اور دلیل
کچھ ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان دعوے تو یہہ کرتے ہیں کہ جیسے ہمارا خدا واحد
حقیقی ہے ایسے ہی وہ باوجود وحدۃ حقیقی کے کثیر بھی حقیقی ہے ایسی حقیقت میں تین بھی
ہے سو اس اجتماع وحدۃ حقیقی اور کثرت حقیقت کیلئے پادریصاحب نے دلیل بیان کی تو
وہ کہ جس سے کثرت حقیقی اور وحدت اعتباریکا اجتماع ثابت ہوتا ہے نہ اصل مطلب کا اثبات
پادریصاحب نے جتنی مثالیں بیان فرمائیں سب اسی قسم کی ہیں توضیح کے لئے اول
ایک مثال عرض کرتا ہوں سنیے اگر شکرا ایک برتن میں ہو اور کیوڑہ ایک برتن میں اور
پانی ایک برتن میں اور پہران تینونکو ایک کٹورے میں ڈالکر شربت بنائیں تو کو دیکھنے
میں وہ تینوں فی الحال ایکہی چیز نظر آتی ہیں مگر عقل صائب ہنوز ان تینوں چیزونکو بدستور کثیر
مختلف الحقیقت سمجھتی ہے غرض ان تین چیزون کو ترمزون کے لئے ملایا ہے اگر وہ

تینون شربت بنجانے کے وقت مین نرہتین تو وہ تین باتین جو مطلوب تہین یعنی
شیرینی اور خوشبو اور تسکین حرارت یا یون کہیے رفع تشنگی کا ہیکو حاصل ہوتین کچھ
اور ہی بات ہوجاتی سو جیسے یہان تین چیزین ایک طرف مین اکہٹی ہوگئین
ہین اور اسو جہ سے باوجود کثرت اور تثلیث حقیقی کے مشاہدہ کے وقت ایک
نظر آتی ہین اور آنکہہ سے ہر ایک جزو کو جدا جدا تمیز نہین کرسکتے ایسے ہی پادری
صاحب نے جتنے مثالین بیان فرمائین اون سب مین تین تین چیزین یکجا اکہٹی
ہین اور نظر سرسری اجمالی مین ہر جگہہ وہ تینون ایک نظر آتی ہین اور باہم متمیز
نہین ہوتی ورنہ حقیقت مین سب مثالونمین مضامین مختلفہ مجتمع ہین عقل حقیقت بین
کے نزدیک ہنوز بدستور ایک دوسرے سے متمیز ہے یعنے ہر ایک کے آثار
و لوازم جدے جدے ہین ہر ایک سے جدی بات مطلوب ہے خواہش نفسانی
کا مثلاً کچہہ اور کام ہے اور قوت خیالیہ کا کچہہ اور اگر بعد اجتماع کثرت نرہتی وحدت
ہوجاتی تو یہہ تین مطلب کا ہیکو حاصل ہوتے اسیطرح اور مثالون کو سمجہہ
لیجے الغرض طول عرض عمق تین مضمون ایک جا اکہٹے ہوگئے ہین اور اسیطرح
جڑ اور شاخین اور پتے تین جدے جدے باہم ایک جا اکہٹے ہوگئے ہین چنانچہ
ظاہر ہے (اہل فہم کو معلوم ہوگا کہ درخت کی مثال مین ہر ایک کی جدائی ایسی
ظاہر ہے کہ آنکہون سے بہی معلوم ہوتی ہے) علاوہ برین اگر یہی اتحاد اور وحدت ہے
تو ایسا اتحاد اور وحدت تو اور اعداد مین بہی پایا جاتا ہے تین ہی کی کیا خصوصیت
ہے جو تثلیث کا تو اعتقاد ہے اور تربیع و تخمیس وغیرہ سے انکار پادری صاحب نے
جتنی مثالین بیان فرمائین اونہین کو غور کیجے تو تین سے زیادہ زیادہ مضمون
مجتمع ہین ایک کا منہ سہ اگر لکہتے ہین تو سوا طول و عرض و عمق موہوم کے اور
مین سیاہی اور سیاہی کی چمک اور خوبصورتی وغیرہ بہی پائی جاتی ہین ایکجا ...

کتنی صفات اور احوال ہوتے ہین ایک پادریصاحب مین کسقدر اخلاق حمیدہ ہین
اور ایک خدا تعالی مین کتنی صفات کمال ہین ایک درخت مین ہزارون شاخین ہزارون
پتے ہین ہزارون پھول ہین اور ہر ہر شاخ و برگ اور پہل پھول مین کسقدر رگین اور
رنگتین ہین علی ہذا القیاس ہر ایک خیمہ سے اور اوسمین کتنی چوبین ہین اور کتنے آدمی
ہین ایک کے مندسہ مین یہ سب کچھ ہے اور ہر ایک کا ایک روح انسانی مین یہ سب کچھ
ہے اور ہر ایک کی ایک ذات خدا تعالی مین غیر متناہی صفات کمال ہین اور ہر ایک کی ایک
پادریصاحب مین یہ سب کچھ ہے اور ہر ایک کے ایک درخت مین یہ سب کچھ ہے اور
ہر ایک کا ایک اگر یہی اجتماع کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی ہے تو پادریصاحب نے تثلیث
ہی پہ کیون قناعت فرمائی تربیع تخمیس بلکہ تسدیس تسبیع تثمین بلکہ تالیف وغیرہ کا اعتقاد
بہی پادریصاحب کو ضرور تہا پہر اسپر پادریصاحب نے یہ بہی ارشاد [illegible] کہ توحید بے تثلیث
کے نہین ہو سکتی اگر کہتا تہا تو یہہ کہنا تہا کہ تثلیث بے توحید سمجہ مین نہین آتی اور ممکن
بہی نہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ تثلیث تین واحدون کو کہتے ہین [illegible]
سے تثلیث بنجاتا ہے یعنی تین واحد کے اجتماع سے تین کا عدد حاصل ہوتا ہے سو آپ
ظاہر ہے کہ تین کا سمجہنا اور تین کا وجود بے واحد ممکن نہین ہر ایک کا وجود اور ایک کا سمجہہ
لینا بے تین کے متصور ہے اور ان سب باتون سے قطع نظر کیجیے وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا ایک
شے مین مجتمع ہونا محال ہے جیسے ایک وقت مین ایک شے کا ہونا اور نہونا اور ایک وقت مین
ایک جا پر دہوپ اور سایہ کا ہونا اور گرمی اور سردی کا ہونا محال ہے کسی عاقل کی عقل
اوسکو تجویز نہین کر سکتی ایسے ہی وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کے اجتماع کو کسی کی عقل تجویز
نہین کر سکتی علاوہ برین جاہلونکو ہر فن مین اوس فن کے اہل کمال کا اتباع اور تقلید
ضروری ہے اس نظر سے بہی اس اجتماع کے محال ہونے کو ماننا لازم تہا کیونکہ یہہ مسئلہ منجملہ
مسائل معقول ہے سو تمام معقولیونکا اسپر اتفاق ہے کہ اجتماع نقیضین [illegible]

محال ہے - پہر جب وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی دونون باہم متضاد ہون تو ان دونون
کا ایک جا پر اجتماع کیونکر تسلیم کیا جاے - حاصل تقریر متعلق تثلیث تو ہوچکا لیکن بغرض توضیح
راقم کے یہہ گذارش ہے کہ اگر کوئی کم عقل بہی یہہ تجویز کرسکے کہ وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی مین
تضاد نہین تو البتہ معتقدان تثلیث کو اہل عقل نہ سہی دیوانون ہی کے سامنے سونہہ کرنیکی
گنجایش ملتی مگر جب کوئی شخص بہی اسمضمونکو تجویز نکرسکے تو پہر خدا جانے کس بہروسا اس مسئلہ
کو اہل توحید کے سامنے پیش کیا کرتے ہین - تمام جہان کے مذاہب کو دیکہیے تو کوئی مذہب
کتنا ہی باطل کیون نہو پر اوسمین بہی ایسا مسئلہ مخالف عقل نہوگا جیسا مسئلہ تثلیث مخالف عقل
ہے مگر افسوس صد افسوس ایسی بات تو قبول کرلین اور ایسے ایسے پوچ اعتراض کرین -
جنکے لئے اہل عقل کے نزدیک جواب کی حاجت ہی نہو - اگر اس قسم کی باتونکا بہی تسلیم
کرلینا انسان کے ذمہ ہے تو ظلم قتل جہوٹ فریب زنا اغلام وغیرہ گناہان اور مخالفت خدا
وانبیا کا طاعت وعبادت ہونا بہی واجب التسلیم ہوگا کیونکہ ان باتونکا طاعت وعبادت ہونا
اسقدر دور از عقل نہین جسقدر وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا اجتماع دور از عقل ہے یہہ کیا
انصاف ہے کہ تثلیث اور کفارہ کو تو باوجود مخالفت عقل مان لیجیے اور دین محمدی کو جسپر
مخالفت عقل کا سلیم کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا تسلیم نکیجیے باوجود اجتماع خورد نوش
اور اضطرار بول وبراز و مرض و موت اور بیچارگی وقت قتل حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت کو تسلیم کرین
اور اونکے اقرار عبودیت اور بنی آدم ہونے پر بہی کچہہ خیال نکرین اور باوجود ظہور معجزات اور دلالت
اخلاق وافعال و دیگر علامات وعدم مخالفت عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ مین تامل ہو عقل جو امر
دین و دنیا ہے اوسکی مخالفت پر کمر باندہی تو پہر وہ کیا چیز ہے جسکا اتباع کیا جاویگا خیر اسکے بعد اعتراض
متعلق مسئلہ تقدیر کی نوبت آئی تو کہا گیا خالق اسباب ہو جب اپنا ہی یہہ کہنا کہ پادری صاحبون کا دستور ہے کہ جب
کچہہ بن نہین پڑتی تو مسئلہ تقدیر کو [illegible] یہہ آخر [illegible] تدبیر ان صاحبونکی
[illegible] معلوم [illegible] انکی [illegible] خدا ہم بہی

انشاء اللہ اسکا جواب شافی دیتے ہین ہان بوجہ تنگی وقت اور نیز بلحاظ حاضرین باریک
مضامین کے بیان کرنے سے تو مین معذور ہون ایک دو موٹی بات عرض کرتا ہون - اسپر
ایک دیسی بادر صاحب جنکے گلے مین فوجی تمغہ پڑا ہوا تہا نام اونکا یاد نہین اینگلو تہا یا کچہہ اور
بولے آپ پہلو تہی کرتے ہین - مولوی احمد حسن صاحب مرحوم کو اسپر غصہ آگیا وہ چاہتے تہے کہ
اونکو سنائین - مگر جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے مولوی صاحب کو تہاما اور کہا آپ کو نہین کہتے
مجکو کہتے ہین اور پہر پادری صاحب موصوف سے کہا آپ بڑے پادری صاحب سے اجازت لوا دین
پہر دیکہین مین پہلو تہی کرتا ہون یا بیان کرتا ہون قصہ کوتاہ پادری صاحب موصوف تو
کچہہ نہ بولے اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنا مطلب شروع کیا بغرض توضیح
اول ایک مثال بیان کی اور یہہ کہا فرض کرو ایک قطعہ زمین کسی شخص کا افتادہ ہے
جسمین مکان دیوار کچہہ نہین مالک زمین نے چاہا اسمین مکان بنائیے بحیثیت مالکیت
مالک مذکور کو اختیار ہے جس طرف جو چاہے بنائے چاہے دالان بنائے چاہے باورچی خانہ چاہے
پاخانہ یا غسلخانہ بنائے زمین کیطرف سے کچہہ انکار نہین گویا قطعہ زمین بزبان حال درخواست
عرض کرتا ہے مین ہر طرح سے حاضر ہون جسطرف جو چاہیے بنائیے خیر مالک نے جو مناسب اپنے نزدیک
مناسب نامناسب دیکہا کہین دالان اور دالان بہی آگے پیچہے دالان اور کوٹہا بنایا کہین کوٹہری کہین
باورچیخانہ کہین غسلخانہ کہین پاخانہ کہین بدرو موری کہین دروازہ بنا کر مکان کو تیار کیا
مگر جیسے قبل تعمیر صاحب زمین کو اسباب کا اختیار تہا کہ جہان جو چاہے بنائے ایسے ہی
بعد بنا لینے کے اسباب کا اختیار ہے کہ جہان جو چاہے کرے دالان مین پاخانہ پہرو تو
اوسکو انکار نہین اور پاخانہ مین جا کر جلوس کرو تو اوسکو دشوار نہین ہان جیسے بنانے وقت
مناسب نامناسب کا لحاظ تہا کام کرتے وقت بہی مناسب نامناسب کا لحاظ ہوگا یعنی پہلے
مثلا اسباب کا خیال تہا کہ اگر موقع بیموقع دالان وغیرہ بنایا جائیگا تو نقشہ مکان ناموزون
ہو جائیگا اب یہہ خیال پیش نظر ہوگا کہ اگر موقع بیموقع کام کیا جائیگا تو خلاف تہذیب عقل سمجہا جائیگا

لیکن اس صورۃ مین اگر فرض کرو پاخانہ کو زبان عنایۃ ہوجاوی اور وہ یہہ عرض کری کہ مینی کیا تقصیر کی تہی جسکے
عوض یہہ سزا ملتی ہے کہ ہمیشہ پاخانہ اور نجاست ڈالا جاتا ہی اور دالان اور شہ نشین نے کونسا انعام کا کام
کیا ہی جسپر بوریا بچہاکر شطرنجی بچہاتی ہین اوسپر چاندنی اوسپر قالین بچہایا جاتا ہے گاؤ تکئے رکہی جاتی ہین
شیشہ آلات سی آراستہ کرتی ہین جہاڑ اور فانوس روشن کئی جاتی ہین گلدستہ رکہے جاتی ہین عطر
سے معطر کرتی ہین گلاب پاشی سے رشک گلزار بنا دیتے ہین تو مین حاضران جلسہ سی پوچہتا ہون
کہ اس صورۃ مین مالک زمین و مکان کی طرف سے بہی جواب ملیگا یا کچہ اور کہ تو اسی قابل ہے اور تجکو اسلئے
بنایا ہے اور دالان اوسی قابل ہی اور اوسکو اسلئے بنایا ہے مگر جب ہم تم اس تہوڑی سی نام
مالکیۃ کی بہروسی زمین و مکان و پاخانہ پر یہہ تحکم کر سکتے ہین تو کیا خداوند مالک الملک وحدہ لاشریک لہ
اپنی مخلوقات پر یہہ تحکم نہ کر سکیگا ہماری تمہاری مالکیۃ بہی برائے نام اور قبضہ و تصرف بہی برائے نام
بیع و شرا سی ملک اور قبضہ اوٹہ جاوی مرجاین تو ملک اور قبضہ اوٹہ جاوی پہر اوسپر مکان کا
وجود باقی مکان کے وجود کا تابع نہین یانی مکان مرجاوی تو مکان نہین مرتا اسپر تو یہہ تحکم ہو خداوند
مالک الملک کا قبضہ بہی ایسا کہ اوٹہ نہین سکتا ملک بہی ایسی کہ زوال کا احتمال نہین بلکہ جیسی آفتاب
دہوپ پر اس بُعد پر کہ لاکہون کوس اوس سے دور ہی اسطرح قابض ہے کہ آئی تو ساتہ لائی اور
جاتی تو ساتہ لیجاتی اور زمین باوجود اس قرب کے کہ اوسمین اور دہوپ مین کوئی حجاب نہین اتنا بہی
دہوپ پر اختیار نہین رکہتی کہ گہڑی دو گہڑی کی لئے ہی رکہہ لی آفتاب چلا جاتی اور دہوپ بچا
ایسی ہی خداوند مالک الملک ہر موجودات کی وجود کو سمجہو ہمارا وجود باوجودیکہ خدا کی جود سے
جا بجا لگی ہے یعنی یہہ نہین کہ خدا اور بندی ایک ہین پہر خدا کی قبض و تصرف مین اسطرح سی ہے
کہ اوسکی طرف سی ارادہ ہو تو ملی نہ ہو تو نہ ملے اور ہمارا وجود ہمسی گو اتنا قریب ہے کہ ہم ہین اور
اوسمین کچہ فاصلہ نہین کوئی حجاب نہین مگر پہر ہمارے اختیار مین نہین خدا چاہی تو ہمسی چہین لے اور
ہم چاہین تو خدا سی اپنا وجود چہین کر رکہہ نہین سکتے یا یون سمجہو مالک مکان اگر اپنی مکان مین
رعیت بسائی تو گو خود اوس مکان سے دور رہے اور رعیت کی لوگ اوسمین رہتے ہین پر جسقدر مالک مکان

اوس مکان پر قابض ہوتا ہی اوسقدر رعیتہ کی لوگ اوسپر قابض نہین ہوتی مالک مکان چاہی
تو رعیتہ کو مکان سے نکالدی اور رعیتہ کی لوگ چاہین تو بطور خود مالک مکان کو بیدخل نہین
کر سکتے غرض ہمارا وجود گو ہمسی متصل ہی پر ہماری قبضہ مین نہین خدا کی قبضہ مین ہی گو ہمسے
علاحدہ ہے پہر جیسے قبضہ آفتاب ہے ہمسے اوٹہہ نہین سکتا ایسے ہی خدا کا قبضہ ہماری وجود سے اوٹہہ نہین
سکتا اور جب اوسکا قبضہ ہماری وجود سے اوٹہہ نہین سکتا تو اوسکی ملک بہی قابل زوال نہین یعنی
علۃ ملک یہی قبضہ کامل ہی جانوران صحرائی اور ماہیان دریائی وغیرہ اشیا اگر ملک مین
آتی ہین تو اس قبضہ ہی سی آتی ہین اور بیع وشرا وغیرہ مین یہہ قبضہ ہی منتقل ور متبدل ہوجاتا
ہے علاوہ برین جیسے نور زمین جسے دہوپ کہتی ہین زمین کا خانہ زاد نہین آفتاب سے مستعار ہے
اور آفتاب کا خانہ زاد ہی ایسے ہی ہمارا وجود ہمارا خانہ زاد نہین ہماری پاس خدا کی طرف سے
مستعار ہی ہان خدا کا خانہ زاد ہی اور ظاہر ہی کہ مستعار چیز اپنی ملک نہین ہوتی اوسکی ملک
ہوتی ہی جسکی طرف سی عطا ہوتی ہے یعنی جسکے خانہ زاد ہوتی ہی پہر اوسپر سی اوسکا قبضہ اوٹہہ نہین سکتا
جو بیع وشرا وہبہ و تملیک کا احتمال ہو اس صورۃ مین کیونکر کہدیجی کہ خدا کی ملک قابل زوال ہے
بلکہ خواہمخواہ اسکا اقرار ضروری ہے کہ خدا کی ملک ازلی اور ابدی ہی الحاصل اس نام کے
قبضہ اور مالکیتہ پر جو ہمیشہ معرض زوال مین ہتی ہے ہمکو اس تحکم کی اجازت ہی اور کسیکو
اوسپر اعتراض نہین تو اس خداوند عالم مالک الملک کو جسکی مالکیتہ ازلی اور ابدی ہے اور اوسکا
دائمی اور سرمدی ہی اوسینی اپنے وجود سی ہم سبکو وجود عنایت کیا اسقدر تحکم کا کیونکر اختیار
نہوگا کیا وہ گنہگاروں سے یہہ نکہہ سکیگا کہ تم اسی لائق ہو اور نہین اسلیئے بنایا ہے اور مطیع وفرمانبردا
اوسی لائق ہین اور انہین اوسکیلئے بنایا ہی غرض مجموعہ عالم مین نیک و بد کی اجتماع سی اسطرح
موزونی پیدا ہوتی ہے جیسی دالان اور باورچی خانہ وغیرہ کی فراہمی سے مکان کی موزونی
پیدا ہوتی ہی جیسے وہان دونون کی اجتماع مین کمال مکان ہی ایسے ہی یہان ہے دونون کے
اجتماع مین کمال عالم ہی اس قسم کی تقریرونکی بعد وقت مین گنجائش نہی نہین منت ہو چکے

مولوی محمد قاسم صاحب تو بیٹھہ گئی پادری نولس صاحب کہڑی ہوئی اور فقط اتنا فرمایا کہ مین جانون پاخانہ کی مثال اچھی نہین اور اوسیوقت ایک کرسٹان اپنی جگہ پر بیٹھی بیٹھی آہستہ سی بولی اچھا مین کہ نعوذباللہ خدا کا پاخانہ بنایا مولوی محمد قاسم صاحب یہ سنکر پھر مین آموجود ہوی اور یہہ کہا کہ مثالون مین مناقشہ انصاف سی بہت بعید ہی ایک مکان اور مکانات مثل دالان پاخانہ وغیرہ مین اتنا تو تناسب ہے کہ یہ بھی مخلوق وہ بھی مخلوق خدا ہی اور مخلوقات مین انتہا ہی تناسب نہین وہ خالق تو یہ مخلوق وہ واجب الوجود تو یہہ ممکن الوجود انکار نبہ تو پاخانہ سی بہی کمتر ہے خصوصاً گنہگارون اور کافرون کار تبہ تو اس سے بہی کم ہے علاوہ برین خدا تعالی اور بندونکی مثالین سب یہہ نہین جو مین حاصل وہ مثالون کا یہی ہوتا ہی کہ خدا کامل ہے اور مخلوقات ناقص جب مثلاً ستار الیہ مین فقط کمال اور نقصان پر نظر ٹھہری اور سوا اوسکی اور خصوصیات پر جو خداوند جل مجدہ مین اونکا تصور منجملہ تصور محالات ہی نظر نہوی تو مکان کی مثال مذکور مین بہی اتنی ہی بات پر نظر رکہنی چاہیے کہ یہی مکان کی عمارات مین فرق کامل و ناقص ہے اور پھر اوسکے سب زیر حکم وزیر تصرف مالک مکان رہتی ہین نہ کامل کو سرتابی کی گنجائش نہ ناقص کو حکم وتحکم سی انکار ایسی ہی عالم مین بہی فرق کامل و ناقص ہے پھر اوسکے سب زیر حکم و تصرف خالق عالم ہین علاوہ برین یہہ مثال نہین اور مثال سہی یہہ کہکر دوسری مثال بیان کی پر وہ مثال یاد نہین آتی ہان بعد اختتام مباحثہ اس قسم کی مضامین کے بیان مین مولوی محمد قاسم صاحب نے یہہ مثال کئی بار بیان فرمائے کہ بجای پاخانہ گدہونکا طویلہ اور سوورونکی آخور تجویز کرکے وہی سوال وجواب جو پاخانہ اور مالک مکان کی فیمابین فرض کئی تہی فرض کیجیے اور پھر دیکھیے وہ اعتراض کہان جاتا ہے قصہ کوتاہ مولوی محمد قاسم صاحب کی خوش بیانی اور پادریصاحب کی افسردگی اوسوقت قابل دید تہی جب مولوی محمد قاسم صاحب فارغ ہوی پادری صاحب نی فرمایا کہ اب بہائی ہندو اپنا بیان کریں چنانچہ اسی بات کو سنکر

ایک پنڈت موقع گفتگو پر آن کہڑی ہوے مگر ایک بہی پادری جو بڑی پادری صاحب کی
قریب ہی بیٹھے تہی اور اونکی وہٹنی بیٹھنے سی یہ نمایان تہا کہ بعد پادری نول صاحب انہین کا
رتبہ ہی پادری صاحب کی طرف جہک کر کان مین کچھ فرمانی لگی ظاہرا یہ معلوم ہوتا تہا کہ دفع
بدنامی کی لئی اسبات کی خواستگار تہی کہ بہی بانہ ہی کچھہ غلط صحیح بیان کر کی بات بنالی چاہئے
ورنہ یہی مشہور ہوگا کہ مسلمانونکی بات کا جواب نہ آیا خیر پادری صاحب اون صاحب کی طرف
اشارہ کرکی فرماتی ہین یہہ بہائی کچھ بیان کرنا چاہتے ہین مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا
بیان کرین مگر پہر ہم بہی کچھہ بیان کرینگے خیر کچھہ گفت شنود کی بعد وہ پادری صاحب فرمانی پر آئی
تو کیا فرماتے ہین کہ مولوی صاحب نے منطق کی بہت سی دلیلین بیان کی ہین اور منطق ایسا
علم ہی کہ اوسکی بہت سی باتین یکی "ہم ہین نہین آتی اور دلیلین دو قسم کی ہوتی ہین ایک
مطلق ایک مقید مطلق وہ ہی جو احاطہ کی اندر ہو اور مقید وہ ہی جو احاطہ سی باہر ہو غرض
یعنی مطلق یعنی مقید
صحیح لفظی اور صحیح معنوی دونون طرح تمام تعریف کے بدلی کاف کا نام لیتی تہی اور مطلق
تفسیر مین مقید کی معنی اور مقید کی تفسیر مین مطلق کی معنی بیان فرماتی تہی اوسوقت مولوی رحیم اللہ
مولوی فخر الحسن صاحب اور مولوی محمود حسن صاحب کی طرف دیکھہ کر ہنسی اور وہ بہی ہنسے اسپہ مولوی
محمد قاسم صاحب نے ارادہ کیا کہ کچھ بیان کرین غرض یہہ تہی کہ تمہی منطق جاننی والی دیکھی
نہین تم منطق کی باتونکی سمجہنی کو کہتی ہو فضل الہی ـــ اب بہی ایسی ایسی آدمی موجود ہین جو
منطق کو تمہی سرسے ایجاد کر دین مگر مولوی احمد علی صاحب ساکن نگینہ نی روکا اور یہ کہا کس کے
مقابلہ مین کہڑی ہوتی ہو حق واضح ہو گیا پہر کاہیکو اوٹہتی ہو غرض اس قسم کی گفتگو آخر جلسہ مین
بیان کی مگر بعد مین مولوی محمد قاسم صاحب نے شتر باخانہ کی مثال پر پادری صاحب کس منہ سی
اعتراض کرتی ہین یعنی اونکا خدا تو بول براز سی منزہ نہین خدا جانی نہ بیان کرنیکا یہ باعث تہا
کہ کسیکو شرمانہ لگی یا اوسوقت خیال ہی نہ آیا اسکے بعد پہر ہندو کچھ کہتی رہی اور ادہین کی تحریر ونہین
ادلی اوس پنڈت نی ایک تحریر مختصر پڑہی جسکے موقع گفتگو پر آنی کا ہم اول ذکر کر چکے ہین و

تحریر ناگری مین لکہی ہوئی تہی مضمون اوسکا اکثر اہل اسلام اسوجہہ سی کم سمجہی کہ اوسکی اکثر
الفاظ زبان سنسکرت کی تہی اپنی سمجہہ مین جسقدر آیا اور یاد رہا وہ یہہ ہی کہ مباحثہ مین نفسانیت
نہین چاہئی اور شاید اوسی تحریر مین یہہ بہی تہا کہ پادری صاحب جو ترجموں کی کثرت سے یہ استدلال
کرتی ہین کہ انجیل کتاب آسمانی ہی تو اسکا یہہ مطلب ہے کہ جو چیز کثرت سے ہو وہ اچہی ہوتی ہے
حالانکہ کیڑی مکوڑی عالم مین آدمیونسی زیادہ ہیں اور افضل بنی آدم ہین یا یہہ مضمون یون ہے
زبانی اون پنڈت صاحب نے بیان کیا تہا اور اغلب یہہ ہی کہ اوسوقت اون پنڈت صاحب نے
یہہ بہی کہا تہا کہ مین سب سے پوچہتا ہون اور مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف اشارہ کرکے
کہا خاص ان مولوی صاحب سے پوچہتا ہون کہ نبوۃ کیلئی کس چیز کی ضرورت ہے یا اسکی قریب
قریب کچہہ اور مضمون تہا اسپر مولوی محمد قاسم صاحب سے پہلی پادری نولس صاحب نی
فرمایا یہہ تو یا اخلاق چاہئیں یعنی مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریر کیطرف اشارہ کرکی کہا کہ انہون نے
بیان تو کردیا ہے کہ نبوۃ کیلئی اخلاق کی ضرورت ہے اوراسکی ساتہ مولوی محمد قاسم صاحب نی
یہی بہی کہا سو وہ تو ایک دو بات کی بعد چپ ہو رہا مگر ایک فقیر سرننگی آئی اور ایک تحریر
کہوہی جو بخط ناگری لکہی ہوئی تہی آئی اور پڑہنی شروع کی اکثر الفاظ سنسکرت کی تہی
اور اوسی زبان کی دوہری اوسمین مرقوم تہی اس سبب اکثر اہل اسلام اوسکو پورا پورا نہ سمجہہ سکی
جسقدر سمجہہ مین آیا تو یہہ آیا کہ ہندوونکی نسبتہ دربارہ اعمال و اقوال کچہہ دور دہک تہی باقی
علمیتہ کی بات کوئی نہ تہی اسکی بعد منشی پیارلعل نی ایک تحریر پڑہی اوسمین گوشت سے
حلال ہونی پر یہہ اعتراض تہا کہ یہہ ظلم ہی اور پہر اوسکی ساتہہ یہہ بہی تہا کہ اہل اسلام حرم
جانوروں یعنی مکہ معظمہ کی جنگل کی جانوروں کو نہین کہاتی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک اسکا
بہی گوشت کہانا جائز نہین اسپر مولوی احمد حسن صاحب نی کچہہ ایسا فرمایا کہ ظلم اوسی کہتے
ہین جو کسیکی چیز کو اوسکی خلاف مرضی اور بلا اجازت تصرف مین لائی اور اجازت سی تصرف
کری تو اوسکو ظلم نہین کہتے سو ہم جانوروں کو اگر کہاتی ہین تو خدا کی اجازت سی کہاتی ہین

باقی حرم کی جانورونکا نہ کہانا ایسا ہی جیسا کوئی شخص اپنی محبوب کے کوچہ کی جانورونکو باوجودیکہ
گوشت کہایا کرتا ہو کچہ نکہی اوسکی بعد پادری نولس صاحب نے کہڑی ہو کر کہا شمال کیطرف
بعض اقلیموں مین سردی کی کثرت کے باعث کہیتی گہانس کچہ نہیں ہوتی ہان جانور البتہ ہوتی ہین
اور پہر اسپر وہان بہی آدمی آباد ہین اگر جانور حلال نہون تو وہ سب آدمی ضائع ہو جاوین
اور خدا تعالیٰ کی رحم سے بہت بعید ہی کہ ایک مخلوق کو پیدا کری اور اونکی کہانیکے لئے
کچہ نہ پیدا کری غرض وہان بہی گوشت نہ ہی اگر حلال نہو تو وہانکی تمام آدمی مرجاوینگی
اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور اہل اسلام سی یہہ کہا گیا کہ کل گفتگو اور مباحثہ ہوگا۔
اوسی وقت مولوی محمد قاسم صاحب نے پادری صاحب سے کہا ہم آپکے اخلاق کی بہت مشکور ہین
اور اب ہم رخصت ہوتی ہین پادری صاحب نے فرمایا مین بہی آپکے اخلاق سے بہت خوش ہوا
اور پہر نام ونشان ومکان پوچہا مولوی صاحب نے اپنا اپنی نام خورشید حسین بتایا اور
یہہ کہا مین ضلع سہارنپور کا رہنی والا ہون قصہ مختصر میلا برخاست ہوا باہر آتے ہی مولوی
محمد قاسم صاحب کے گرد ایک ہجوم تہا ہندو مسلمان سب گہیری کہڑی تہی [illegible]
جو کیفیت تہی سو تہی مگر ہنود بہی بہت خوش تہی آپس مین کہتی تہی شملی لنگی والی مولوی نے
پادریونکو خوب مات دی وہ پنڈت صاحب بہی اوسوقت مولوی صاحب کے پاس آ بیٹہی
جنہون نے جلسہ مین یہہ کہا تہا کہ مین سب سے پوچہتا ہون اور مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف
اشارہ کرکی کہا تہا خاص کر انسے اور اوسوقت یہہ کہا کہ مین سچی جی سی مذہب کے مقدمہ مین
پوچہنا چاہتا ہون پر آدمی اوس سے پوچہی جو دوسرونکو سمجہا سکے یعنی اسلئے مولوی محمد قاسم
صاحب کی تخصیص ہے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا جو کچہ آپ فرماتے ہین ہماری دل کو بہی لگتا
ہے اور ہم آپسے امید رکہتی ہین کہ جو کچہ ہم کہینگے آپ بہی اوسکو صداقت ہی پر محمول کرینگی
تعصب اور سخن پروری نہ سمجہینگے مگر مذہب کے باب مین اطمینان ہے اسکی منظور نہین کہ چہہ پندرہ روز
آپ اور ہم ساتہہ رہین اور باہم مذہب کی باتین کرتے رہین پنڈت جی نے کہا ہان ٹہیک ہی اور کیفیت

ہمراہی کابہی اقرار کیا مگر پہر اونکا پتا نہ لگا تہوڑی دیر کی بعد مولوی میاں الہی صاحب نی آکر
فرمایا پادری کہتی ہیں کہ گو یہہ صاحب یعنی مولوی محمد قاسم صاحب ہماری خلاف کہتی تہی
پر انصاف کی بات یہہ ہی کہ ایسی تقریریں اور ایسی مضامین تہی نہ سنی تہی ادہر مولوی
احمد علی صاحب نے آکر فرمایا پادری باہم کہتی ہیں آج ہم مغلوب ہو گئی بعد ازان مرزا موحد صاحب
پادری نولس صاحب کے پاس گئے ادہر ادہر کی باتیں کر کی یہہ کہا توریت میں تصریح تقدیر
کا ثبوت ہی پہر آپنے یہہ کیا کیا جو تقدیر کا انکار کیا پادری صاحب نے فرمایا ہان توریت میں
تقدیر کا ثبوت موجود ہے مگر عیسائیوں میں دو فرقی ہیں اور اون دونوں کی کچہہ نام بتلائے
خوب یاد نہیں رہی اور پہر یہہ کہا کہ ہم اون لوگوں میں ہیں جو منکر تقدیر ہیں مگر اہل فہم
خود سمجہہ گئی ہونگے کہ اس صورت میں پادری صاحب کا اعتراض نسبت تعلیم تقدیر جو مقابلہ
مولوی محمد قاسم صاحب پیش کیا تہا اور مولوی محمد قاسم صاحب نے اوسکا جواب دندان شکن
دیا تہا فقط اہل اسلام ہی پر نہ تہا بلکہ توریت پر بہی اونکا اعتراض ہوا جسکے باعث خود اونکے مذہب
کی بیخ و بنیاد اوکہڑ گئی اور سنیے بعد اختتام جلسہ مولوی محمد قاسم صاحب نے مولوی میاں الہی صاحب
سی کہا یون جی چاہتا ہی پادری نولس صاحب سی تنہائی میں ملئے اور دعوۃ اسلام کیجے
اونہوں نے پادری صاحب سے کہا ہماری مولوی صاحب آپ سے تنہا ملنا چاہتے ہیں پادری صاحب نے
فرمایا بہتر ہی اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب پادری صاحب کے خیمہ میں گئی اور اونکا بیان
ہے کہ میں نی پادری صاحب سی یہہ کہا کہ ہم آپکے اخلاق سی بہت خوش ہوئی اور چونکہ اخلاق
باعث محبت ہو جاتی ہیں اور محبت باعث خیرخواہی ہو جایا کرتی ہی تو ہمارا جی چاہتا ہے
کہ دو کلمے آپ کی خیرخواہی کی آپ سے کہیں اور آپ سنیں پادری صاحب نے کہا کہیئے مولوی صاحب
نے کہا دین عیسوی سی توبہ کیجے اور دین محمدی اختیار کیجے دنیا چند روزہ ہی اور عذاب
آخرۃ بہت سخت ہی پادری صاحب نے کہا بیشک اور یہہ کہکر چپ ہو رہی مولوی محمد قاسم
صاحب نے کہا اگر ہنوز آپکو تامل ہی تو اللہ سی دعا کیجے کہ حق واضح کر دی اگر آپ اخلاص سے

دعا کر چکے تو اللہ تعالی کا وعدہ ہی ضرور حق کو روشن کر دیگا پادری صاحب نے کہا میں ہر
روز دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ میری دلکو روشن کر دے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا یوں دعا
کیجیے کہ ان مذاہب مختلفہ میں جو مذہب حق ہو [illegible] اور حق و باطل میں تمیز ہو جائے
پادری صاحب نے فرمایا میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے یہہ [illegible]
میں آپکی اسبات کو یاد رکھونگا بعد اختتام جلسہ جو پادری صاحب پہلو ہی کا [illegible] تھی
قریب عصر مولوی محمد قاسم صاحب کے پاس آئے اور یہہ فرمایا کہ میں ملنے آیا ہوں اور میں آپ سے
رخصت ہوتا ہوں اب جاؤنگا مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا آپنے بڑا اکرم کیا نام و نشان
طرفین سے پوچھے گئے اوسکے بعد پادری صاحب نے فرمایا مولوی صاحب آپ کی تقریر نہایت
عمدہ ہے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا آگاہ باشد کہ [illegible]
اسکے بعد سلام کرکے رخصت ہوئے اوسکے بعد [illegible] اور پادری چلتے پھرتے [illegible] اور ایسا ہی
کچھ کہا جب میلہ برخاست ہونے لگا اور سب اہل اسلام وہاں سے روانہ ہوئے تو میلہ کے [illegible]
وغیرہ مناظران اہل اسلام کیطرف اشارہ کرکر اوروں کو بتلاتے تھے کہ یہہ ہیں [illegible]
کہ گاڑیونکی قطار سے بیس قدم پر ایک جوگی جا رہا تھا پانوں میں کھڑاوں سر پر لمبے لمبے بال
برہنہ سر ہاتھہ میں دست پناہ دو چار معتقد اوسکے ساتھہ مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف
اشارہ کرکے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا جی ہو گئی ہے اتفاقاً مولوی محمد قاسم صاحب کی نظر ادھر کو
پلٹی تو اوسنے سلام کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے التفات سے ہاتھہ اوٹھا کر جواب دیا اوسنے جو
دیکھا مولوی التفات سے جواب دیتا ہے تو وہاں سے دوڑا اور گاڑیکا ڈنڈا پکڑ کر گاڑیبان سے
کہا تھام دے اوسنے اوروں کو [illegible] دیکر کہا تم جاؤ القصہ گاڑیاں تھم گئیں جوگی صاحب
بولے تمنے بڑا کام کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا میں نے کیا کیا پرمیشر نے کیا اوسنے کہا سچ
کہتے ہو پھر جوگی مذکور نے ہاتھہ اوٹھا کر چار انگشت سے اشارہ کرکے کہا جب تمنے بولی ماری
تو ہمنے دیکھا اوسکا یعنی پادریکا اتنا سر سوکھ گیا تھا یا یوں کہا گھٹ گیا تھا مولوی محمد قاسم صاحب

نے فرمایا تم کہان تھے خیمہ کے باہر تھے جوگی نے کہا ہم بھی خیمہ کے اندر تھے چپ
ہو بیٹھے مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا آپکا نام کیا ہے اوسنے کہا اجانکی داس مولوی صاحب موصوف نے
فرمایا آپ نے مہربانی کی جو آپ نے اوسنے کہا ہم تو تمہارے بیٹا بیٹی ہین یہہ کہا اور
سلام کرکے چلدیا۔ سید ظہور الدین صاحب ساکن شاہجہانپور امروہہ مین جناب مولوی
محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے۔ ماسٹر جوئل جو مدرس انگریزی شاہجہانپور مشن سکول مین کہتے تھے
کہ مسلمانون مین ایک عالم دیکھا۔ ایک اور پادری سے سید صاحب کہتے
تھے مینے پوچھا تم اوس روز کچھہ نہ بولے اونہون نے کہا تم کیا کہتے مولوی صاحب نے کوئی
بات چھوڑ دی تھی جو ہم بولتے ہمارے پادری نولس ہی کو جواب آیا۔ مولوی عبد الوہاب ساکن بریلی
جناب مولوی محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے کہ ایک پادری سے میری ملاقات ہے اور کچھہ پتے ایسے بتلاتے
جس سے یون معلوم ہوتا تھا کہ وہی پادری ایک تھا جنے وقت مباحثہ کے پہلو تہی کا طعنہ دیتا
تھا اور پھر بعد اختتام مباحثہ ملنے آیا تھا اور تقریر کی تعریفین کرتا تھا۔ غرض بعد مباحثہ مولوی
عبد الوہاب صاحب اور اوس پادری کی اتفاق ملاقات ہوا تو مولوی صاحب نے پادری صاحب سے کیفیت جلسہ
پوچھی پادری صاحب نے فرمایا کیا پوچھتے ہو ہمکو مدت سے اس قسم کے جلسون مین شامل ہونے کا اتفاق ہوا اور
بہت سے علماء اسلام سے اتفاق گفتگو ہوا پر نہ یہہ تقریرین سنی نہ ایسا عالم دیکھا ایک بتلا دبلا سا آدمی
میلے سے کپڑے یہہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہہ کچھہ عالم ہین ہم جی مین کہتے تھے کہ یہہ کیا بیان
کرینگے یہہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ حق کہتے تھے پر اگر تقریر پہ ایمان لایا کرتے تو اس شخص کی تقریر
پر ایمان لے آتے اور پھر یہہ کہا تقدیر کے مسئلہ کو پادری جب چھیڑا کرتے ہین جب کوئی تدبیر غلبہ کی باقی
نہین رہتی پادری نولس صاحب نے لاچار ہو کر یہہ باتین شروع کی تھین پر اوس شخص نے ایسا اون سب کو
ادھیڑا کہ پتا نہ لگنے دیا۔ مولوی محمد احسن صاحب کے بریلی مین رمضان [illegible]
کے قریب مسجد مین آذان کہا کرتے مین مسجد ہی [illegible] طرف اشارہ کرکے
فرمانے لگے کہ مولوی صاحب تو اوتار ہوگئے کہ [illegible] شاہجہانپور سے آئے ہین کیفیت مباحثہ کچھہ

اسطور بیان کرتے ہین کہ مسلمانونکی طرف سے ایک پتلا سا آدمی میلے سے کہ نیلے خیلی ہونگی الخ مین دلی ہوئی بیان کرتے کہ ایسا ہوا ایسی تقریرین بیان کین کہ پادریون کو جواب نہ آیا کسی ادا ہونا ہوتی تو ہون فقط

قطعۂ تاریخ جناب مولوی عبد الحکیم صاحب رئیس میرٹھ

چو تقریرے سست در اثبات دین گوی
زبان معترض از نطق عاجز شد
من از روح القدس تاریخ پرسیدم
بگفتا دعوے تثلیث باطل شد

۱۸ ۶۴

۲۹۹ھ

اشتہار

واضح ہو کہ یہہ رسالہ گفتگوئی مذہبی واقعۂ شاہجہانپور بعد کوشش حافظ محمد ہاشم علی مہتمم مطبع ہاشمی اور محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی نے جمع کرکے طبع کیا ہے بموجب قانون بستم ۱۸۴۷ع کوئی صاحب تکلیف طبع نفرمائین ورنہ بامید نفع نقصان اوٹھاوینگے فقط

محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی میرٹھ